Tab 1

FIQAH E HANFI - 2

01. Abu Hanifah ke nazdeek suwwar ke baalon se faida uthana jaiz hai.

Imam Abu Hanifah ne farmaya ke suwwarr ki khaal waghera kisi cheez se intifa‘ jaiz nahin hai, lekin soor ke baalon se asakifah yani moza dozne (mozon ko silne) mein intifa‘ lena jaiz hai.

Fatawa Alamgiri 9/83

٩

فَقِیہٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

فتاویٰ عالمگیری

جدید اردو

فقہ حنفی کے احکام و مسائل کا وہ عظیم و مستند ذخیرہ جو ہندوستان کے مشہور مسلمان بادشاہ حضرت عالمگیرؒ نے اپنی نگرانی میں ملک کے مستند علماء کی ایک جماعت کے ذریعہ عربی میں مرتب کرایا تھا اس کا مستند مکمل اردو ترجمہ

مترجم
مولانا سید امیر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ
مصنف تفسیر مواہب الرحمٰن و عین الہدایہ وغیرہ

تسہیل و عنوانات
مولانا ابو عبیداللہ
خطیب جامع مسجد رحمۃ للعالمین
ڈیفنس روڈ لاہور

مکتبہ رحمانیہ
اقراء سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار لاہور
MAKTABA-E-REHMANIA

دوا کرنا نہیں جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔

قال المترجم ☆

وھوالاصح۔

اجزائے آدمی سے انتفاع نہیں جائز ہے بعضوں نے کہا کہ بوجہ نجاست کے نہیں جائز ہے اور بعض نے فرمایا کہ بوجہ کرامت کے استعمال کرنا نہیں جائز ہے اور یہی صحیح ہے یہ جواہر اخلاطی میں ہے اور امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ سور کی کھال وغیرہ کسی چیز سے انتفاع نہیں جائز ہے لیکن سور کے بالوں سے اساکفہ یعنی موزہ موزوں کو انتفاع لینا جائز ہے اور امام ابویوسفؒ نے فرمایا کہ بالوں سے بھی نفع اُٹھانا نہیں جائز ہے مگر قول امام اعظمؒ کا اظہر ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص کو کوئی بیماری ظاہر ہوئی اور اس سے طبیب نے کہا کہ تجھ کو خون نکلوانا چاہئے مگر اس نے نہ نکلوایا یہاں تک کہ مر گیا تو گنہگار نہ ہوا اس واسطے کہ اس کو یہ یقین نہ تھا کہ اس میں میرے حق میں شفا ضروری ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے ہر شخص کے واسطے پچھنے لگانا مستحب ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور حاملہ عورت کو جب تک بچہ نہ پھڑ کے تب تک پچھنے لگانا و فصد لینا نہ چاہئے اور جب بچہ پھڑ کے تو جب تک قریب ولادت زمانہ نہ ہو تب تک جائز ہے اور قریب ولادت کے بنظر حفاظت حمل نہیں جائز ہے لیکن اگر پچھنے و فصد کے ترک سے اس کو کھلا ضرر پہنچتا نظر آئے تو جائز ہے یہ قنیہ میں ہے۔

ایک عورت کو ایک مہینہ کا حمل ہے اس نے خون نکلوانے کے واسطے پیٹھ پر جونک لگانے کا قصد کیا تو طبیب سے دریافت کرے پس اگر اس نے کہا کہ حمل کو ضرر پہنچے گا تو ایسا نہ کرے یہ کبریٰ میں ہے۔ اگر حاملہ عورت نے اپنی صحت نفس کے واسطے دوا پی تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور یہ اولیٰ ہے اور اگر بچہ مردہ یا زندہ ساقط ہو گیا تو اس عورت پر کچھ عذاب نہ ہوگا یہ ینابیع میں ہے۔ اور آدھا مہینہ چاند کا گذر جانے کے بعد سنیچر کے روز پچھنے لگانا بہتر اور خوب نافع ہے اور آدھا مہینہ گذرنے سے پہلے مکروہ ہے یہ فتاویٰ عتابیہ میں ہے۔ اگر کوئی شخص بیمار ہوا یا رمد چشم کی بیماری ہوئی (یعنی ملتحمہ پرورم ہو گیا) اور اس نے علاج نہ کیا یہاں تک کہ مر گیا تو گنہگار نہ ہوگا یہ ملتقط میں ہے۔ اگر کسی شخص کو دست شروع ہوئے یا اس کی دونوں آنکھوں میں رمد کی بیماری ہوئی اور اس نے علاج نہ کیا یہاں تک کہ مرض نے اس کو ضعیف و ناتواں کر دیا اور وہ مر گیا تو گنہگار نہ ہوگا اور اس صورت میں اور بھوک کی صورت میں مر جانے میں فرق ہے کہ اگر بھوکا ہوا اور باوجود قدرت کے اس نے غذا نہ کھائی اور مر گیا تو گنہگار ہوگا اور فرق یہ ہے کہ بھوک میں مقدار قوت کے کھانا آدمی کو یقیناً سیر کر دیتا ہے پس نہ کھانا اپنے نفس کو ہلاک کرنا ہوا اور معالجہ و دوا کرنا ایسا نہیں ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ گدھی کا دودھ مرض وغیرہ کے واسطے مکروہ ہے اسی طرح اس کا گوشت بھی مکروہ ہے اور ہر حرام چیز سے دوا کرنے کا بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

دوا کرنا اونٹ کے پیشاب اور گھوڑے کے گوشت سے مکروہ ہے جامع صغیر میں ہے اور جاننا چاہئے کہ اسباب مزیل ضرر چند طرح کے ہیں ایک وہ جن پر یقین ہوتا ہے جیسے پانی پیاس کے ضرر کو دور کرتا ہے اور روٹی بھوک کے ضرر کو دفع کرتی ہے اور ایک وہ جن پر گمان ہوتا ہے جیسے فصد و پچھنے لگانا و مسہل پینا و باقی طب کے علاج یعنی برودت کا علاج حرارت سے حرارت کا علاج برودت سے اور یہ اسباب طب میں ظاہر ہیں اور ایک موہوم[1] ہوتے ہیں جیسے داغ دینا و رقیہ کرنا پس جو اسباب ایسے ہیں کہ ان پر یقین ہوتا ہے تو ان کا ترک کرنا توکل نہیں ہے بلکہ خوف موت کے وقت ان کا ترک کرنا حرام ہے اور جو اسباب موہوم میں ان کا ترک کرنا شرط توکل ہے کہ اس کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے متوکلوں کا وصف بیان کیا ہے اور جو اسباب مظنون ہیں یعنی بیچ بیچ میں ہیں جیسے ان

[1] موہوم یعنی محض وہمی و خیالی ہیں ان پر حواس فطرت سے یا عقل سے کوئی دلیل قوی نہیں ہے سوائے قیاسی تجربہ کے پس ان میں سے بدتر وہ ہیں جن کو جھاڑ پھونک کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ توکل یہ کہ ہر تدبیر وغیرہ میں اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرے پس اگر کسی صورت میں ایسا کیا تو توکل رہا اور نہ کیا تو توکل نہ رہا ۱۲ منہ

02. HANFI HALALA VS HADEES SHARIF

Hadees sharif-

Halala karne wala aur jis ke liye halala kiya jaye, dono par Allah ki la‘nat ho.
(Musnad Ahmad 2/323, Bayhaqi 7/208, Nasai 6/149, Tirmizi 1120, Darmi 2/198, Abu Dawud 2076, 2076)

Halali jode agar saal tak bhi ek sath rahen to bhi zani honge – Ibn Umar r.a. ka fatwa.

Abdullah bin Sharik al-‘Amiri kehte hain ke maine suna Ibn Umar r.a. se sawal kiya gaya: ek shakhs ne apni biwi ko teen talaq de di, phir nadim hua aur iradah kiya ke koi doosra shakhs us aurat se nikah kare taake us ke liye (pehle shohar ke liye) halal kar de, to is ka kya hukm hai?

Ibn Umar r.a. ne farmaya: “Dono zina karne wale honge, chahe ek saal tak bhi sath rahen.”
(Musannaf Abd al-Razzaq, tahqiq al-A‘zami 6/266, hadith no. 10778, wa isnaduhu hasan; al-Muhalla bil-Athar 9/424 wal-lafz lahu; wa unzur: Umdat al-Qari 20/236)

Hanfiyo ka halal -

Lekin Hanafiyon ke yahan to pre-plan halala karwaya jata hai aur khub promote kiya jata hai. Halala ki shart ke sath nikah karwaye jate hain, aur halale mein bhi hila (chalaki) ki jati hai.

Halala ki tadbeer:
Halala ke waste latif hila yeh hai ke shohar is tarah kahe ke agar main tujh se nikah karke jima‘ karun ya teen raaton se zyada rok loon to tujh ko talaq bain hai. Is surat mein agar doosra shohar aurat ko jima‘ ke baad teen raat se zyada rokega to aurat ko khud ba khud talaq ho jayegi, aur iddat ke baad pehle shohar ke liye jaiz ho jayegi.

Yeh Kashf al-Asrar ka Urdu tarjuma wa sharh Durr Mukhtar 3/155 mein bhi likha hai.

کشف الاسرار

اردو ترجمہ و شرح

درِ مختار

سوم

ترجمہ و اضافات

مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مفتاحی (مفتی دار العلوم دیوبند)

مکتبہ فیض القرآن دیوبند

جامعتك او امسكتك فوق ثلث مثلا فانت بائن.

حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح

حلالہ کی شرط پر شوہر ثانی کا مطلقہ ثلثہ سے نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے کہ حدیث نبوی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تحلیل کرنے والے اور جس کے لئے تحلیل ہوئی ہے، ان دونوں پر لعنت کرے، مشروط تحلیل کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً دوسرا ہونے والا شوہر عورت سے کہے کہ میں تجھ سے اس شرط پر نکاح کر رہا ہوں کہ تجھ کو طلاق دیدوں گا، گو اس نکاح سے بھی عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی، کیونکہ اس شرط کے ساتھ بھی نکاح درست ہو جاتا ہے، اور شرط باطل قرار پاتی ہے، لہٰذا کوئی اس کو طلاق پر مجبور نہیں کر سکتا ہے چنانچہ اس کی محقق کمال نے تحقیق کی ہے۔ البتہ بزازی کے گمان کے یہ خلاف ہے، یعنی بزازیہ نے کہا ہے کہ ایسا مشروط نکاح بھی درست ہے اور شرط بھی جائز ہے، یہاں تک کہ اگر دوسرا شوہر طلاق دینے سے انکار کرے گا تو قاضی جبراً اس سے طلاق دلوائے گا، اور فتح القدیر کے مصنف نے بزازیہ کے اس قول کی تردید کی ہے کہ یہ قول ظاہر الروایۃ سے ثابت نہیں ہے ساتھ ہی مذہب کے قواعد کے خلاف ہے۔

حلالہ کی تدبیر

حلالہ کے واسطے لطیف حیلہ یہ ہے کہ شوہر اس طرح کہے کہ اگر میں تجھ سے نکاح کر کے جماع کروں یا تین راتوں سے زیادہ روکوں، تو تجھ کو طلاق بائن ہے، اس صورت میں اگر دوسرا شوہر عورت کو جماع کے بعد تین رات سے زیادہ روکے گا تو عورت کو خود بخود طلاق ہو جائے گی اور وہ عدت کے بعد پہلے شوہر کے لئے جائز ہو جائے گی۔

و لو خافت ان لا يطلقها تقول زوجتك نفسي على ان امرى بيدى زيلعي و تمامه في العمادية اما اذا اضمرا ذلك لا يكره و كان الرجل ماجورا لقصد الاصلاح و تاويل اللعن اذا شرط الاجر ذكره البزازى ثم هذا كله فرع صحة النكاح الاول حتى لو كان بلا ولى بل بعبارة المرأة او بلفظ هبة او بحضرة فاسقين ثم طلقها ثلثا و اراد حلها بلا زوج يرفع الامر لشافعي فيقضي به و ببطلان النكاح اى في القائم والآتي لا في المنقضي بزازيه.

تفویض کا طریقہ

اگر عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ دوسرا شوہر اس کو طلاق نہیں دے گا، تو اس کے لئے یہ حیلہ ہے کہ عورت بوقت ایجاب یہ کہے کہ میں نے اپنا نکاح تم سے اس شرط پر کیا کہ میرا معاملہ میرے ہاتھ میں رہے یعنی طلاق کا مجھ کو اختیار رہے کذافی الزیلعی اور اس کی پوری تقریر فصول عمادیہ میں ہے، فصول عمادیہ میں اس طرح ہے کہ جب عورت کو شوہر ثانی سے خطرہ ہو کہ طلاق نہیں دے گا تو وہ اس طرح کہے میں نے اپنا نکاح تم سے کیا اس شرط پر کہ میرا معاملہ میرے ہاتھ میں رہے گا، اور شوہر نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا، اور عورت کو طلاق کا اختیار حاصل رہے گا اور اگر ابتدا شوہر نے کی، اور اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کیا کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں رہے گا، مرد کے اس ایجاب کو عورت نے قبول کر لیا، تو نکاح جائز ہوگا مگر اس کو طلاق کا اختیار نہ ہوگا، دونوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ جب شوہر نے عورت کو طلاق تفویض کی تو اس وقت عورت اس کے نکاح میں نہیں تھی، اور تفویض بغیر ملک یا بلا اضافت الی سبب الملک کے صحیح نہیں ہوتا ہے اور حال یہ ہے کہ اس وقت دونوں امر موجود نہیں ہوتے ہیں، بخلاف پہلی صورت کے کہ جب شوہر نے

03. Hanfiyo ke fuzul aur ajeeb funny fatwe

Aur isi tarah agar makhi urr kar dubur (pakhane ke maqam) mein dakhil ho jaye aur baghair kisi tari ke bahar nikal aaye to wuzu nahin tootega.

Aur isi tarah agar huqna (enema) dakhil kiya jaye phir use nikaal liya jaye aur us par koi tari na ho to wuzu nahin tootega.

Albatta ehtiyat yahi hai ke wuzu kar liya jaye.
Jaisa ke Munyat al-Musalli mein hai

«Hashiyat al-Tahtawi ‘ala al-Durr al-Mukhtar» sharh «Tanwir al-Absar» 1/454

حاشية الطحطاوي
على "الدر المختار"
شرح تنوير الأبصار

في مذهب الإمام أبي حنيفة النعمان

تصنيف

الشيخ العلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي
المتوفى ١٢٣١هـ

تحقيق ودراسة

الشيخ أحمد فريد المزيدي

الجزء الأول

المقدمة - الطهارة

دار الكتب العلمية
Dar Al-Kotob Al-ilmiyah
DKi
أسسها محمد علي بيضون سنة 1971 بيروت - لبنان
Est. by Mohammad Ali Baydoun 1971 Beirut - Lebanon
Etablie par Mohamad Ali Baydoun 1971 Beyrouth - Liban

هَذَا لَوِ القُطْنَةُ عَالِيَةٌ أَوْ مُحَاذِيَةٌ لِرَأْسِ الإِحْلِيْلِ وَإِنْ مُتَسَفِّلَةً عَنْهُ لَا يَنْقُضُ، وَكَذَا الحُكْمُ فِي الدُّبُرِ وَالفَرْجِ الدَّاخِلِ **(وَإِنِ ابْتَلَّ)** الطَّرَفُ **(الدَّاخِلُ لَا)** يَنْقُضُ وَلَوْ سَقَطَتْ، فَإِنْ رَطِبَةً انْتَقَضَ وَإِلَّا لَا، وَكَذَا لَوْ أَدْخَلَ أُصْبُعَهُ فِي دُبُرِهِ وَلَمْ يُغَيِّبْهَا، فَإِنْ غَيَّبَهَا أَوْ أَدْخَلَهَا عِنْدَ الاسْتِنْجَاءِ بَطَلَ وُضُوْءُهُ وَصَوْمُهُ].

إذا غيبه، ثم أخرجه فعليه الوضوء وقضاء الصوم؛ لأنه كان داخلاً مطلقًا فترتب عليه الخروج وكل شيء إذا أدخل بعضه، وطرفه خارج لا ينقض الوضوء، وليس عليه قضاء الصوم؛ لأنه غير داخل مطلقًا فلا يترتب عليه الخروج، والكلية الثانية مقيدة بعدم البلة، كما في «المحيط» ولكن الذي في «المنية» و«شرحها» أنها إذا غابت، ثم خرجت يابسة لا نقض فيها.

قوله: **(هَذَا لَوِ القُطْنَةُ عَالِيَةٌ)** أي: هذا الحكم بالنقض لو كانت القطنة عالية أو محاذية لوجود الخروج قوله: **(لَا يَنْقُضُ)** لعدم الخروج، كذا في «البحر».

قوله: **(وَالفَرْجِ الدَّاخِلِ)** أما الخارج، فقال في «منية المصلي»: وإن كان في الفرج الخارج فابتل داخل الحشو انتقض نفذ أو لم ينفذ، كذا في «البحر».

قوله: **(وَإِلَّا لَا)** وإن كانت متسفلة على ما في «المنية» و«شرحها» قوله: **(وَكَذَا لَوْ أَدْخَلَ أُصْبُعَهُ)** قال في «البحر»: لو أدخل أصبعه في دبره ولو يغيبها، فإنه تعتبر فيه البلة والرائحة وهو الصحيح؛ لأنه ليس بداخل من كل وجه، وكذا الذباب إذا طار ودخل في الدبر وخرج من غير بلة لا ينقض، وكذا الحقنة إذا أدخلها، ثم أخرجها إن لم يكن عليها بلة لا ينقض، والأحوط أن يتوضأ كذا في «منية المصلي».

قوله: **(فَإِنْ غَيَّبَهَا)** قال في «البحر»: واستفيد من كلام قاضي خان أنه إذا غيبها نقض مطلقًا قوله: **(بَطَلَ وُضُوْءُهُ)** **لأنه بإخراجها يخرج معها شيء من الدبر، انتهى حلبي قوله:** **(وَصَوْمُهُ)** لأن إدخالها حال الاستنجاء يستلزم دخول الماء إلى جوفه بخلاف اليابسة كما يأتي في كتاب الصوم متنًا انتهى حلبي، وفي كلام الشارح لف ونشر مرتب فبطلان الوضوء يرجع إلى قوله: ولو

04. Hanafi muqallid apna aala-e-tanasul apne hi dubur mein daale to ghusl farz nahin.

Agar us ne aala-e-tanasul ka yeh hissa apne ghair ke pichhle hissa mein dakhil kiya hai, aur agar koi apne pichhle hissa mein dakhil kare to bila inzal ghusl wajib nahin hoga.

Kashf al-Asrar sharh Durr al-Mukhtar 1/136

کشف الاسرار

اردو ترجمہ و شرح

دُرِّ مختار

اول

ترجمہ و اضافات

مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مفتاحی (مفتی دار العلوم دیوبند)

مکتبہ فیض القرآن دیوبند

لیکن احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ طرفین کے قول پر فتویٰ دیا جائے ہاں اگر کہیں کوئی ضرورت ہو یا مجبوری تو امام ابو یوسف کے قول پر بھی فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔

فتاویٰ خانیہ سے جو جزئیہ نقل کیا گیا اس کی روشنی میں کتب فقہ میں جو یہ جزئیہ منقول ہے کہ اگر کسی کو پیشاب یا سونے یا زیادہ چلنے کے بعد منی نکلی ہے تو غسل واجب نہیں ہوگا، تو یہاں یہ قول مطلق نہ ہوگا بلکہ یہاں یہ قید ہوگی کہ اس وقت انتشار اور شہوت نہ پائی جائے لیکن اگر اس وقت آلہ میں انتشار اور شہوت موجود تھی تو غسل واجب ہوگا کیونکہ یہ ایسا جدید انزال قرار پائے گا جس کے ساتھ انتشار اور شہوت پائی گئی ہے۔

وعند ایلاج حشفة هی مافوق الختان آدمی احتراز عن الجنی یعنی اذالم تنزل واذا لم یظهر لها فی صورة الأدمی کما فی البحر اوایلاج قدرها من مقطوعها ولو لم یبق منه قدر ها قال فی الاشباه لم یتعلق به حکم ولم اره (کذافی الطحطاوی) فی احد سبیلی آدمی حی یجامع مثله سیجئ محترزه علیها ای الفاعل والمفعول لو کانا مکلفین ولو احدهما مکلفا فعلیه فقط دون المراهق لکن یمنع من الصلوٰة حتی یغتسل ویؤ مربه ابن عشر تادیباً (کذافی العالمگیر یة عن المحیط) وان وصلیة لمینزل منیا بالا جماع یعنی لو فی دبر غیره امافی دبر نفسه فرجح فی النهر عدم الوجوب الا بالا نزال ولا یرد الخنثی المشکل فانه لاغسل علیه بایلا جه فی قبل اودُبر ولا علی من جامعه الا بالا نزال لان الکلام فی حشفة وسبیلین محققین.

ترجمہ اور غسل اس وقت فرض ہے جب آدمی اپنے عضوِ مخصوص کا حشفہ یعنی ختنہ کی جگہ سے اوپر والا حصہ (سپاری) اور جس کا یہ حشفہ باقی نہ ہو، بلکہ کٹا ہوا ہو، وہ عضو تناسل کا بقدر حشفہ حصہ زندہ قابل جماع آدمی کے دونوں راستوں اگلے پچھلے میں سے کسی میں داخل کرے اور غسل فاعل ومفعول دونوں پر فرض ہے بشرطیکہ وہ دونوں مکلّف (عاقل، بالغ اور مسلمان) ہوں، اور اگر ان دونوں میں سے ایک مکلّف ہو اور دوسرا مکلّف نہ ہو بلکہ وہ نابالغ یا پاگل ہو تو صرف مکلّف پر غسل فرض ہے غیر مکلّف پر غسل فرض نہیں ہے اور نہ مراہق یعنی ایسے نابالغ پر جو قریب البلوغ ہو، لیکن مراہق کو جب تک وہ غسل نہ کرلے نماز سے روکا جائے گا، اور دس برس کے لڑکے کو ادب سکھانے کے طور پر اس صورت میں غسل کرنے کا حکم دیا جائے گا تاکہ اسے طہارت کی عادت ہو جائے حشفہ کے داخل کرنے سے غسل بالاتفاق فرض ہے خواہ اس کو انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اگر اس نے آلہ تناسل کا یہ حصہ اپنے غیر کے پچھلے حصہ میں داخل کیا ہے، اور اگر کوئی اپنے پچھلے حصہ میں داخل کرے تو بلا انزال غسل واجب نہیں ہوگا، نہر الفائق میں اس کو راجح قرار دیا ہے، اور مصنفؒ کے اس قول کی بنیاد پر خنثیٰ مشکل سے اس عبارت پر اعتراض نہیں وارد ہوتا ہے، اس وجہ سے کہ اگلے یا پچھلے حصہ میں حشفہ یا اس کی مقدار کے داخل کرنے سے اس خنثیٰ مشکل پر غسل واجب نہیں ہوتا اور نہ اس شخص پر غسل واجب ہوتا ہے جو خنثیٰ مشکل سے جماع کرے جب تک اس کو انزال نہ ہو جائے اس لئے کہ یہاں گفتگو اس واقعی حشفہ اور اگلے پچھلے حصہ میں ہے جو در حقیقت پایا جائے، جس کا وجود مشکوک ہو اس میں بحث نہیں ہے، اور پر آدمی کے حشفہ کی قید سے جن کے حشفہ سے احتراز ہے یعنی اگر کوئی جن کسی عورت سے جماع کرے اور

05. Aurat ki sharmgah ki najasat Imam Abu Hanifah ke nazdeek paak hai.

Hanfi : Chaat lu Bahut man kar raha he!

Abu Hanifa Be like : Ha! Ha! Koi Na maze karo Meri Fiqh me Maze hi maze he

Kashf al-Asrar sharh Durr al-Mukhtar 1/276

اس کا مرنا لوٹے میں سمجھا جائے گا (اس لئے کہ جو سب سے قریب وقت ہے وہ لوٹے سے متعلق ہے اور عموماً واقعہ کی اضافت قریب تر اوقات کی طرف ہوا کرتی ہے، کذا فی الحلبی)

تین مشکیں تھیں گھی کی، شہد کی اور شیرۂ خرما کی، ان تینوں میں سے تھوڑا تھوڑا لیکر ایک جگہ ملا دیا گیا، اس کے بعد اس میں ایک چوہیا نظر آئی (اب سوال یہ ہے کہ ان تینوں مشکوں میں سے کس کو ناپاک قرار دیا جائے) مخاطب کو اس صورت میں حکم ہے کہ تو اس مردہ چوہے کو نکال کر دھوپ میں رکھو، اگر اس چوہے سے چکنائی نکلے تو حکم دیا جائے گا کہ گھی کی مشک ناپاک ہے، اور اگر چکنائی نہیں نکلی، اور وہ بحالہ جما ہوا باقی ہے تو شہد کو ناپاک قرار دیا جائے گا، اور اگر وہ چپ چپاتا اور لتھڑا ہوا ہے تو شیرہ ناپاک ہوگا، اس لئے کہ گھی دھوپ میں پگھل جاتا ہے اور شہد سمٹتا ہے، اور شیرۂ خرما نرم ہوتا ہے۔

ذبیحہ میں حرمت کی خبر پر اور کھانے پانی میں حلت کی خبر پر عمل کیا جائے گا (مطلب یہ ہے کہ ایک ذبیحہ کے بارے میں ایک پرہیزگار مسلمان کہتا ہے، کہ حلال ہے، دوسرا کہتا ہے کہ حرام ہے تو کس کی بات پر عمل کیا جائے گا؟ جواب یہ ہے کہ ذبیحہ میں حرمت کی خبر کو ترجیح ہوگی اور وہی قابل عمل قرار پائے گی، اس وجہ سے کہ ذبیحہ میں اصل حرمت ہے اور پانی غذا میں اصل حلت ہے، لہذا اس میں ایک کہے کہ حلال ہے اور دوسرا کہے حرام ہے تو اسے حلال سمجھا جائے گا دونوں میں متضاد خبریں ملیں تو دونوں ساقط ہوگئیں اصل پر عمل ہوا)

جن کپڑوں میں آدھے سے کم پاک ہوں اور آدھے سے زیادہ ناپاک تو اس صورت میں تحری کرے اور عقل اور اندازے سے غور و فکر کر کے جس پر جی جمے کہ یہ پاک ہے اسے استعمال کرے اور اسی میں نماز ادا کرے۔

بہت سے برتن ہیں ان میں سے زیادہ حصہ پاک ہے تو اس میں غور و فکر سے اور جس پر جی جمے کہ پاک ہے اس کو استعمال کرے، لیکن اگر ان برتنوں کا حال یہ ہو کہ اکثر تو ان میں ناپاک ہوں اور کم پاک تو اس صورت میں تحری اور غور و فکر کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ سب ناپاک قرار پائیں گے، اس لئے غالب پر فیصلہ ہوتا ہے، ہاں پینے کی ضرورت ہو تو کم حصہ پاک ہونے کی صورت میں بھی غور و فکر پر عمل کی اجازت ہے اور وہ پاک کے حکم میں ہوگا۔

سڑے ہوئے گوشت کا کھانا حرام ہوتا ہے لیکن گھی اور دودھ جیسی چیز سڑی ہو تو وہ حرام نہیں ہے (طحطاوی نے وجہ یہ لکھی ہے کہ سڑا ہو گھی نقصان نہیں کرتا بخلاف سڑے ہوئے گوشت کے کہ وہ نقصان دہ ہے۔)

سوکھی مینگنی اور لید میں جو جو نکلے اسے دھونے کے بعد کھانا جائز ہے لہذا وہ کھایا جائیگا، اور جو جو گوبر میں سے نکلے وہ دھونے کے بعد بھی نہ کھائے جائیں۔

ہر جانور کے پتہ کا حکم اس کے پیشاب کے حکم جیسا ہے اور ہر جانور کی جگالی اس کے گوبر و لید کے حکم میں ہے (یعنی جس کا پیشاب پاک ہے پتہ بھی پاک ہوگا اور جس کا پیشاب ناپاک ہے اس کا پتہ بھی ناپاک ہوگا، اسی طرح جگالی کے وقت جو جانور کے منہ سے جھاگ نکلتی ہے اس کا حکم وہی ہے جو جانور کے لید گوبر کا ہے

پھل اور گھاس کے رس کا حکم پانی کے حکم جیسا ہے یعنی جسطرح پاک پانی سے نجاست دور ہوتی ہے پاک رس سے بھی دور ہوگی، اور جسطرح زیادہ پانی (دہ در دہ) نجاست واقع ہونے سے ناپاک نہیں ہوتا اسی طرح اگر رس دہ در دہ ہو تو نجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا۔

عورت کی شرمگاہ کی نجاست امام ابو حنیفہ کے نزدیک پاک ہے لیکن صاحبین کے نزدیک پاک نہیں ہے، منی اور پانی جو دونوں میں

06. Abu Hanifa ne to sood ko hi jaiz qarar diya.

Muslim aur harbi ke darmiyan dar al-harb mein riba nahin hai, aur yeh Imam A‘zam aur Imam Muhammad ka qawl hai.

Aise Muslim ke sath jo dar al-harb mein iman laya ho aur dar al-Islam ki taraf hijrat na ki ho, agar kharid o فروخت ho to us ke sath sood lena Imam A‘zam ke nazdeek jaiz hai.

Dar al-harb mein do shakhs iman layein aur dar al-Islam ki taraf hijrat na ki ho to un ko baham sood lena jaiz hai.

Agar aise do Musalmanon ne dar al-harb mein baham ba-tor-e-fasid bech ki to Imam A‘zam aur Imam Muhammad ke nazdeek jaiz hai.

Fatawa Alamgiri 4/376

فَقِیۡہٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیۡطٰنِ مِنۡ اَلۡفِ عَابِدٍ

فتاوٰی عالمگیری

جدید اردو

جلد چہارم

مترجم

مولانا سید امیر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مصنف تفسیر مواہب الرحمٰن و عین الہدایہ وغیرہ

تسہیل و عنوانات

مولانا ابو عبید اللہ

خطیب جامع مسجد رحمۃ للعلمین

ڈیفنس روڈ لاہور

- کتاب الشرکۃ
- کتاب الوقف
- کتاب البیوع

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

روئی کا سوت کتان کے عوض یا صوف کو بالوں کے عوض ایک حصہ کو دو حصوں کے ساتھ بیچنے میں کچھ ڈر نہیں ہے اور اگر کوئی ان میں کا ادھار ہوگا تو جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ وزن سے بکتے ہیں یہ ظہیریہ میں لکھا ہے اور اسی طرح ریشم کا تاگا روئی کے تاگے کے عوض فقط نقد بیچنا جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ منتقی میں مذکور ہے کہ روئی کا سوت نرم باریک اس کے کھرے کے سوت کے ساتھ فقط برابر برابر بیچنا جائز ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ جس چھوارے میں سے گٹھلی نکال ڈالی گئی ہو اس کو بے گٹھلی نکالے ہوئے کے ساتھ فقط برابر برابر بیچنا جائز ہے یہ ظہیریہ میں لکھا ہے۔ اگر نمدے کو صوف کے عوض فروخت کیا پس اگر نمدا ایسا ہے کہ ریختہ ہو جانے کے بعد صوف ہو جائے گا تو اس میں وزن کی برابری کا اعتبار ہوگا اور اگر ایسا نہیں ہے تو اعتبار نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ صابون کو صابون کے عوض برابر برابر بیچنا جائز ہے یہ قینہ میں لکھا ہے۔ غلام اور آقا کے درمیان سود نہیں ہوتا ہے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ غلام پر اتنا قرضہ نہ ہو کہ جتنے کا وہ خود ہے اور اگر ایسا قرضہ ہوگا تو جائز نہ ہوگا اور محیط کی کتاب الصرف میں لکھا ہے کہ غلام اور اس کے آقا میں سود نہیں ہوتا ہے اگرچہ اس غلام پر قرض ہو کذا فی التبیین اور مدبر اور ام ولد بھی غلام کے مانند ہیں بخلاف مکاتب کے کہ اس کا یہ حکم نہیں ہے یہ بحر الرائق میں لکھا ہے اور متفاوضین[1] میں سود نہیں ہوتا ہے اور ایسے ہی دو شریک عنان اگر مال شرکت میں باہم خرید و فروخت کریں تو بھی سود نہیں ہے اور اگر سوائے مال شرکت کے ایسا کریں تو جائز نہیں ہے کذا فی التبیین۔

مسلمان اور حربی کے درمیان دار الحرب میں ربوٰ نہیں ہے اور یہ امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ ان دونوں میں دار الحرب میں بھی ربوٰ ثابت ہوتا ہے اور اسی طرح اگر کوئی مسلمان دار الحرب میں امان لے کر گیا اور وہاں اس نے کسی ایسے مسلمان کے ساتھ کہ جو دار الحرب میں ایمان لایا ہے اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی ہے خرید و فروخت کی تو اس کے ساتھ سود لینا امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہے اور امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ نے کہا کہ جائز نہیں ہے لیکن اگر وہ مسلمان دار الاسلام میں ہجرت کر آیا اور پھر دار الحرب کو لوٹ گیا تو اس سے سود لینا جائز نہ ہوگا کذا فی الجوہرۃ النیرۃ[2]۔ ایسے ہی اگر دار الحرب میں دو شخص ایمان لائے اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کی تو ان کو باہم سود لینا جائز[3] ہے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اگر ایسے دو مسلمانوں نے دار الحرب میں باہم بطور فاسد بیع کی تو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ جائز نہیں ہے یہ تبیین میں لکھا ہے۔

فصل بفتم:

پانی اور برف کی بیع کے بیان میں

جو پانی کنویں اور نہر میں ہے اس کا فروخت کرنا جائز نہیں ہے کذا فی الحاوی۔ اس کا حیلہ یہ ہے کہ ڈول اور رسی کو اجرت پر دے دے[4] یہ محیط سرخسی میں ہے۔ جب اس پانی کو نکال کر اپنی مشک[5] یا اور کسی برتن[6] میں بھر لیا تو یہ احراز ہے پس اس کا حقدار ہو گیا تو مثل پکڑے ہوئے شکار کے اس میں تصرف اور اس کو فروخت کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اسی طرح مینہ کے پانی کو اپنے برتن میں محرز کرنے سے مالک ہو جاتا ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور ایسے پانی کا فروخت کرنا جس کو کسی شخص نے اپنے حوض میں جمع کر لیا ہے تو شیخ الاسلام معروف بخواہرزادہ نے شرح کتاب الشرب میں ذکر کیا کہ اگر حوض گچ کیا ہوا یا تانبے یا پیتل کا ہو تو بیع ہر حال میں جائز ہے پس

---

1. شریکین بالمفاوضہ ۱۲۔ 2. یعنی بالاتفاق ۱۲۔ 3. عند الامام اعظم ۱۲۔ 4. خریدار کے ہاتھ اس کا پانی فروخت نہ کرے بلکہ ڈول رسی اس کو اجرت پر دے اور اجرت اس قدر بڑھائے کہ پانی کی بھی قیمت آ جائے ۱۲۔ 5. قال فی الاصل جرۃ یعنی گھڑا وغیرہ وانما عدل تعمیما ۱۲۔ 6. اکثر فقہا نے شرط لگائی کہ وہ برتن ایسا ہو کہ زیادہ اس میں پانی جذب نہ ہو جاتا ہو ۱۲۔

07. Fiqh-e-Hanafi mein mubasharat fahishah makrooh nahin roze ki halat mein bhi.

“Mubasharat-e-fahishah yeh hai ke mard aur aurat nange ho kar apni apni sharmgah ke upar ke hissa ko ek dusre se milayen aur idkhal (dakhil karna) na karein. Ab is surat ka hukm yeh hai ke agar rozedar ko apne aap par control ho to us ke liye mubasharat-e-fahishah makrooh nahin hai.”

Ahsan al-Hidayah sharh Al-Hidayah 3/147

جلد سوم

احسن الہدایہ

ترجمہ وشرح اردو

ھدایہ

از باب فی من یمر علی العاشر
تا
مسائل منثورہ

تصنیف

شیخ الاسلام برہان الدین ابو الحسن علی ابن ابی بکر فرغانی مرغینانی

مترجم و شارح

مفتی عبد الحلیم قاسمی بستوی معین مفتی دار العلوم دیوبند

تسہیل عنوانات و تخریج

مولانا صہیب اشفاق صاحب

MAKTABA-E-REHMANIA

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
فون: 042-37224228-37221395

ہے، کیوں کہ مباشرتِ فاحشہ بہت کم فتنے سے خالی ہوتی ہے۔

اللغاتُ:

﴿عاقبة﴾ انجام۔ ﴿فاحشه﴾ بے لباس، کھلی، برہنہ۔

روزے میں بوسہ لینے کا حکم:

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار کے لیے مطلقاً بوسہ لینا نہ تو جائز ہے اور نہ ہی مکروہ اور ممنوع ہے، بل کہ اصل حکم یہ ہے کہ اگر روزے دار کو اپنے نفس پر کنٹرول ہو اور بوسہ لینے کی صورت میں جماع کر بیٹھنے یا حد سے گذرنے اور انزال کرا دینے کا خطرہ نہ ہو تو اس کے لیے بوسہ لینا جائز ہے، لیکن اگر بوسہ لینے سے جماع یا انزال کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں اسکے لیے بوسہ لینا مکروہ ہے۔

صاحب ہدایہ اس تفصیل کی علت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بھائی فی نفسہ بوسہ لینا مفطرِ صوم نہیں ہے، البتہ کبھی کبھی بوسہ لیتے لیتے انسان جماع کر بیٹھتا ہے یا اسے انزال ہو جاتا ہے تو انجام کار کے اعتبار سے بوسہ لینا مفسد صوم بن جاتا ہے، اس لیے جب اور جس انسان کو جماع اور انزال سے امن ہو اس کے حق میں تو عین بوسہ کا اعتبار کر کے بوسہ لینے کی اجازت دی جائے گی، کیوں کہ عین بوسہ مفطر نہیں ہے اور جس شخص کو جماع وغیرہ کا خطرہ ہو اس کے حق میں عاقبتِ بوسہ کا اعتبار کر کے یوں کہا جائے گا کہ اس کے لیے بوسہ لینا (بحالتِ صوم) مکروہ ہے۔ اسی سے اس حدیث کا مفہوم بھی نکھر کر سامنے آ جاتا ہے جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بوسہ لیتے تھے حالاں کہ آپ روزے سے رہتے تھے، یعنی آپ کے حق میں بھی عین بوسہ کا اعتبار تھا، کیوں کہ پوری مخلوق میں آپ سے بڑا صابر و شاکر اور اپنے نفس پر کنٹرول کرنے والا کوئی اور نہیں تھا۔

والشافعي رحمۃ اللہ علیہ **الخ** فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مطلقاً عین بوسہ کا اعتبار کیا ہے اور امن اور غیر امن دونوں حالتوں میں اسے جائز قرار دیا ہے، لیکن ہماری بیان کردہ دلیل ان کے اس اطلاق کے خلاف حجت اور دلیل ہے، کیوں کہ نفس بوسہ کسی بھی طرح مفطر صوم نہیں ہے۔

والمباشرة الخ فرماتے ہیں کہ ظاہر الروایہ کے مطابق مباشرتِ فاحشہ بھی بوسہ لینے کی طرح ہے یعنی جو تفصیل تقبیل میں کی گئی ہے وہی تفصیل مباشرتِ فاحشہ میں بھی کی جائے گی۔

مباشرت فاحشہ یہ ہے کہ مرد اور عورت ننگے ہو کر اپنی اپنی شرم گاہ کے اوپری حصے کو ایک دوسرے سے ملائیں اور ادخال نہ کریں، اب اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر روزے دار کو اپنے آپ پر کنٹرول ہو تو اس کے لیے مباشرت فاحشہ مکروہ نہیں ہے، لیکن اگر خود پر قابو نہ ہو تو اس صورت میں مباشرت فاحشہ مکروہ ہے، یہ تو ظاہر الروایہ ہے، لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تو مباشرت فاحشہ کو مطلق مکروہ قرار دیتے ہیں، کیوں کہ مباشرت فاحشہ میں عموماً گاڑی پٹری سے اتر جاتی ہے اور انسان کچھ نہ کچھ کر ہی لیتا ہے، اس لیے یہ صورت تو مطلقاً مکروہ ہے، اس زمانے میں اسی قول پر فتویٰ دینے میں احتیاط بھی ہے، کیوں کہ روزہ کا مقصد اللہ کی اطاعت و عبادت ہے نہ کہ عیش و مستی۔

08. Fiqh-e-Hanafi mein mara hua suwwar wala pani fasid nahin.

“Soor jab pani mein mar jaye to is par fuqaha ka ijma‘ hai ke pani fasid nahin hota.”

Al-Durr al-Mukhtar ‘alayhi al-iqtar 1/107

باسمہٖ تعالیٰ

فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اہلِ علم و دانش سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

الحمد للہ والمنۃ مسلک امام اعظم ابوحنیفہ اور فتاویٰ حنفیہ پر مشتمل

اُردو ترجمہ

دُرُّالمُختَار

المَوسُومُ بِہ

غایۃ الاوطار

جلد اوّل

مترجمہ مولانا خرم علی و مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی رحمہما اللہ تعالیٰ

دُرِّ المختار اور اس کی مبسوط شرح فتاویٰ شامی یعنی ردّ المحتار کا مکمل اردو ترجمہ علماء کی ضروری تشریحات و توضیحات پر مشتمل خزینہ اور علماءِ کرام مفتیانِ عظام اور خواص و عوام کیلئے ایک قیمتی سرمایہ

☆

ناشر

سعید ایچ ایم کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

۱۴۰۶ھ

نے ذکر کیا اور اُس کی طرف التفات نہیں کیا سو یوں کہا کہ جب تجھ کو یہ معلوم ہوا تو ظاہر ہو گیا اُس شخص کے قول کا ضعیف ہونا جو ہمارے زمانہ میں کہتا ہے کہ
آب مستعمل جب ڈالا جائے آب مطلق میں اور حالانکہ مطلق غالب ہے تو وضو سارے پانی سے جائز ہے اور جب کہ وضو کیا فسقیہ یعنی صغیر حوض میں تو سب مستعمل ہو
گیا اس لیے کہ دونوں مسئلوں میں کچھ فرق نہیں اور یوں فرق کرنا کہ وضو میں استعمال سارے پانی میں شائع ہو جاتا ہے برخلاف ڈالنے کے مدفوع ہے اس طرح پر کہ
شیوع اور اختلاط دونوں صورتوں میں برابر ہے تو من جہۃ الحکم دونوں صورتوں میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا الحاصل فساقی صغار یعنی چھوٹے حوضوں سے وضو
کرنا جائز ہے جب تک اس کا گمان غالب نہ ہو کہ آب مستعمل اکثر یا مساوی ہے اور وقوع نجاست کا گمان غالب نہ ہو انتہیٰ از لبسکہ ملتقیٰ اور رملاتی میں کچھ فرق
ظاہر نہیں اسی واسطے شارح نے اس کی طرف بلفظ تامل اشارہ کر دیا کذا فی الطحطاوی ویجوز رفع الحدث بما ذکروا ن مات فیہ ای الماء ولو قلیلاً غیر
دموی کزنبور وعقرب وبق ای بعوض وقیل بق الخشب اور جائز ہے دور کرنا حدث کا مطلق پانی کے اُن اقسام سے جن کا بیان گذر گیا اگرچہ وہ پانی
قلیل ہو گو کہ اُس میں مر گیا ہو وہ جانور جس میں خون سائل نہیں جیسا بھڑ اور بچھو اور بق یعنی مچھر اور بعضوں نے کہا بق سے مراد لکڑی کا کیڑا ہے وفی المجتبیٰ
الاصح فی علق مص الدم انہ یفسد ومنہ یعلم حکم بق وقراد وحلم اور مجتبیٰ میں صحیح تر حکم اس جونک کا جس نے خون کو چوسا اور قلیل پانی میں مرگئی یہ ہے کہ وہ پانی فاسد
ہوتا ہے یعنی ناپاک ہو جاتا ہے اور اسی ترجیح سے معلوم ہوتا ہے حکم مچھر اور چھوٹی چیچڑی اور بڑی چیچڑی کا یعنی اگر مچھر اور چیچڑی خون پی کر قلیل پانی میں مر جائے
تو پانی ناپاک ہوگا جیسے خون کی چوسی ہوئی جونک کے مرنے سے ناپاک ہوتا ہے قول اصح میں اس لیے کہ جونک اور مچھر میں خون ذاتی نہیں مستعار ہے کذا فی
النہر وفی الوہبانیہ دود القز ومادہ وبزرہ وخرءہ طاہر کدودۃ متولدۃ من نجاستہ اور وہبانیہ میں ہے کہ ریشم کا کیڑا اور اُس کا جوشیدہ پانی اور اُس کے انڈے
اور بیچال پاک ہے جیسے نجاست کا پیدا ہوا کیڑا پاک ہے م پانی سے وہ پانی مراد ہے جس میں ریشم کے کیڑے اوٹمائے جاتے ہیں ریشم کے نکالنے کے واسطے کذا فی
الحلبی ومائی مولد ولو کلب الماء وخنزیرہ کسمک وسرطان وضفدع اور اگرچہ آب مطلق قلیل میں وہ جانور مر گیا ہو جس کی پیدائش کا مکان پانی
ہے چنانچہ مچھلی اور کیکڑا اور مینڈک اگرچہ پانی کا کتا اور سور ہو م مصنف نے صاحب ہدایہ کی پیروی کر کے دو مسئلہ بیان ٹھہرائے ایک اُس جانور کا
جس میں خون سائل نہیں دوسرے وہ جانور جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اور کنز کی طرح یوں نہ کہا کہ موت ما لا دم لہ الخ اس واسطے کہ کنز پر اعتراض لگتا ہے
اُس جانور کا جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اور وہیں رہتا ہے اور اس میں خون سائل ہے اس واسطے کہ ظاہر الروایۃ میں اُس کی موت میں پانی نجس نہیں ہوتا لہذا
مصنف نے دونوں صورتوں کو جمع کر دیا بحر الرائق میں کہا کہ پانی کے کتے میں مشائخ کا اختلاف ہے بلا ترجیح چنانچہ معراج الدرایۃ میں ہے لیکن خلاصہ میں
ہے کہ پانی کا کتا اور پانی کا سور جب پانی میں مر جاویں تو اس پر فقہا کا اجماع ہے کہ پانی فاسد نہیں ہو جاتا تو شاید کہ قول ضعیف کا اعتبار نہیں کیا کذا
فی الطحطاوی الا بری بالدم سائل وھو ما لا سترۃ لہ بین اصابعہ فیفسد فی الاصح کحیۃ بریۃ ان لہا دم الا اذا مگر جنگلی مینڈک میں خون سائل ہوتا ہے اور جنگلی وہ
ہے جس کی انگلیوں کے درمیان میں پردہ نہیں ہوتا بط کے مانند تو اُس کی موت سے پانی فاسد یعنی نجس ہو جاتا ہے صحیح تر قول میں جیسے خشکی کے سانپ کی
موت سے پانی نجس ہو جاتا ہے اگر اُس میں خون سائل ہو اور اگر خون نہ ہو یا خون سائل نہ ہو تو ناپاک نہیں ہوتا وکذا الحکم لو مات ماذکر خارجہ والقی
فیہ فی الاصح فلو تفتت فیہ نحو ضفدع جاز الوضوء بہ لا شربہ لحرمۃ لحمہ اور اسی طرح کا حکم ہے یعنی پانی ناپاک نہیں ہوتا اگر مر گیا وہ جانور جو مذکور ہوا پانی سے باہر
اور پانی میں ڈالا گیا صحیح تر قول میں تو اگر پانی میں مینڈک کے مانند جانور ریزہ ریزہ ہو گیا تو وضو اُس سے جائز ہے پینا اُس کا جائز نہیں اُس کے گوشت کے
حرام ہونے سے م مینڈک کے مانند وہ جانور ہے جو ناپاک نہیں مگر اُس کا کھانا حرام ہے ویخبس الماء القلیل بموت مائی معاش بری مولد فی الاصح کبط
واوز اور ناپاک ہوتا ہے تھوڑا پانی صحیح تر قول میں اُس جانور کے مرنے سے جو پانی میں رہتا ہے خشکی میں پیدا ہوتا ہے چنانچہ بط اور چینی بط م پانی کی

سلہ شامی نے قاموس سے نقل کیا کہ بق مچھر اور کھٹمل کو کہتے ہیں اور بق الخشب سے مراد کھٹمل ہے ۱۲

09. Fiqah-e-Hanafi mein suwwar wala namak paak hota hai.

“Soor aur gadha agar namak saar mein gir jaye aur namak ho jaye, ya kisi chah bachah mein gir kar mitti ho jaye, to Imam Abu Hanifah aur Imam Muhammad ke nazdeek paak hoga.”

Fatawa Alamgiri 1/247

فَقِيهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

۱

فتاویٰ عالمگیری

جدید اردو

فقہ حنفی کے احکام و مسائل کا وہ عظیم و مستند ذخیرہ جو ہندوستان کے مشہور مسلمان بادشاہ حضرت عالمگیرؒ نے اپنی نگرانی میں ملک کے مستند علماء کی ایک جماعت کے ذریعہ عربی میں مرتب کرایا تھا اس کا مستند مکمل اردو ترجمہ

مترجم
مولانا سید امیر علی رحمہ اللہ تعالیٰ
مصنف تفسیر مواہب الرحمٰن و عین الہدایہ وغیرہ

تسہیل و عنوانات
مولانا ابو عبیدُ اللہ
خطیب جامع مسجد رحمۃ للعالمین
ڈیفنس روڈ لاہور

مکتبہ رحمانیہ
اقراء سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور
MAKTABA-E-REHMANIA

سرکہ ہو گئے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔شراب اگر پانی میں پڑے یا پانی شراب میں پڑے پھر وہ سرکہ ہو جائے تو پاک ہو گا یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر شوربے میں شراب پڑ جائے پھر سرکہ پڑ جائے اگر وہ شوربا ترشی میں سرکہ کے مانند ہو جائے تو پاک ہے یہ ظہیریہ میں لکھا ہے۔چوہا شراب میں گر جائے اور پھٹ جانے سے قبل اس کو نکال لیں پھر وہ شراب سرکہ ہو جائے تو اس کو کھا لینے میں کچھ مضائقہ نہیں اور اگر وہ شراب کے اندر پھٹ جائے پھر نکالا جائے پھر وہ شراب سرکہ بنے تو اسکا کھانا حلال نہیں۔کتا اگر شیرہ کو چاٹے پھر اس کی شراب بنے پھر سرکہ بنے تو اس کا کھانا حلال نہیں اس لئے کہ لعاب کتے کا اس میں قائم ہے اور وہ سرکہ نہیں ہو جاتا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔

یہی حکم ہے اس صورت میں جب پیشاب شراب میں گر جائے پھر وہ سرکہ بن جائے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔نجس سرکہ اگر شراب میں ڈالا جائے پھر وہ شراب سرکہ ہو جائے تو نجس ہو گی اس لئے کہ وہ نجس سرکہ جو اس میں ملا تھا وہ متغیر نہیں ہوا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے سور اور گدھا[1] اگر نمک سار میں گر جائے اور نمک ہو جائے یا کسی چہ بچہ میں گر کر مٹی ہو جائے تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہو گا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے مٹکے میں شیرہ ہو اور اس کو جوش آ جائے اور سخت ہو جائے اور اس پر جھاگ آئے اور اس کا جوش موقوف ہو جائے اور کم ہو جائے پھر وہ سرکہ ہو جائے اگر وہ سرکہ بہت دنوں تک اس میں چھوڑ دیا جائے اور سرکہ کے بخارات مٹکے کے منہ تک پہنچیں تو وہ مٹکا پاک ہو گا اور اس طرح وہ کپڑا جس میں شراب لگی ہو اور سرکہ سے دھویا جائے تو پاک ہو جائے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اگر نجس تیل صابن میں ڈالا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا اس لئے کہ اس میں تغیر ہو گیا اور منجملہ ان کے چمڑے کو دباغت سے اور جانور کے گوشت پوست کو ذبح سے اور کنویں کو پانی نکالنے سے پاک کرنا ہے اور یہ سب بہ تفصیل بیان ہو چکے اور اسی سے ملتے ہوئے ہیں یہ مسائل اگر کسی عضو پر نجاست لگ جائے اور اس کو زبان سے چاٹ لے یہاں تک کہ اس نجاست کا اثر جاتا رہے تو پاک ہو جائے گا اور اس طرح اگر چھری نجس ہو جائے اور اس کو زبان سے چاٹ لے یا اپنا تھوک لگا کر اس کو پونچھ لے پاک ہو جائے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اگر کپڑے کو زبان سے چاٹے یہاں تک کہ نجاست کا اثر جاتا رہے تو پاک ہو جائے گا یہ محیط میں لکھا ہے منہ بھر کے قے کی پھر وضو کیا اور کلی نہ کی یہاں تک کہ نماز پڑھ لی تو وہ نماز جائز ہو گی اس لئے کہ منہ تھوک سے پاک ہو جاتا ہے بچے نے ماں کے پستان پر قے کی پھر اس پستان کو بہت دفعہ چوسا تو وہ پاک ہو جائے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔دھنی ہوئی نجس روئی اگر دھنی جائے اگر کل یا نصف نجس تھی پاک نہ ہو گی اگر تھوڑی سی نجس تھی جس میں یہ احتمال ہو کہ اس قدر دھننے میں نکل گئی ہو گی تو اس کی طہارت کا حکم کیا جائے گا جیسے خرمن جو نجس[2] ہو جائے پھر کسان اور عامل کے درمیان میں تقسیم کیا جائے تو اس کی طہارت کا حکم ہوتا ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔گیہوں کو گدھوں سے کھائیں اور ان کا پیشاب اور لید بعضے گیہوں پر پڑے اور وہ گیہوں جس پر نجاست پڑی اور گیہوؤں کے ساتھ ملے ہوئے ہوں تو فقہا نے کہا ہے کہ اگر ان میں سے تھوڑے نکال کر دھوئے جائیں پھر سب ملا دیئے جائیں تو ان کا کھانا جائز ہو جائے گا اور یہی حکم ہے اس صورت میں کہ تھوڑے سے گیہوں اس میں سے نکال کر کسی کو ہبہ کر دے یا صدقہ دے دے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔نجس رانگ پگھلانے سے پاک ہو جاتا ہے موم پاک نہیں ہوتا یہ قنیہ میں لکھا ہے۔چوہا اگر گھی میں مر جائے تو اگر گھی جما ہوا ہو تو اس کے پاس پاس کا گھی نکال کر پھینک دیا جائے اور باقی پاک ہے وہ کھایا جائے اور اگر پتلا ہو تو اس کو کھانا جائز نہیں لیکن کھانے کے سوا اور طرح فائدہ لینا اس سے جیسے روشنی کرنا اور

[1] جو نجاست مغلظہ کہ کنوئیں میں گر کر اُس کی تہ کی مٹی میں سیاہ مٹی ہو گئی تو نجس نہ رہی کیونکہ ذات منقلب ہو گئی اسی پر فتویٰ دیا جائے ۱۲

[2] یوں ہی مطلق مذکور ہے اور ظاہر یہ کہ کل نجس نہ ہوا ہو ۱۲

10. Fiqah-e-Hanafi mein roze ki halat mein pichhe se jima‘ karne se aur murda aurat ya kisi janwar se jima‘ karne se kaffara nahin hoga.

Aur Imam Abu Hanifah se marwi hai ke napasandeeda maqam mein jima‘ karne se kaffara wajib nahin hota, is ko woh hadd par qiyas karte hain.

Aur agar kisi ne murda aurat (mayyitah) ya kisi janwar se jima‘ kiya to us par kaffara nahin hai, khwah inzal ho ya na ho.

Al-Hidayah 1/236

مَن يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ
(الحديث)

الهداية (عكسى)

لشيخ الاسلام

برهان الدين ابى الحسن على بن ابى بكر الفرغانى المرغينانى

المتوفى ۵۹۳ھ

الدراية

1

للعلامة ابى الفضل أحمد بن على بن محمد العسقلانى

متوفى ۸۵۲ھ

مع

الحاشية

للعلامة محمد عبد الحى اللكنوى رحمه الله

متوفى سنة ۱۳۰۴ھ

قد بذلنا جهودنا فى تصحيح هذا الكتاب عن الاغلاط
وان لا يتجاوز عن صفحة حواشيها وتخريج احاديثها

مكتبہ رحمانيہ
اقرأ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار۔ لاہور

طعام متغير ولابی يوسف انه يعافه الطبع فان ذرعه القئ لم يفطر لقوله صلى الله عليه وسلم من قاء فلا قضاء عليه ومن استقاء عامدا فعليه القضاء ويستوی فيه ملأ الفم فما دونه فلو عاد وكان ملأ الفم فسد عند ابی يوسف لانه خارج حتى انتقض به الطهارة وقد دخل وعند محمد لا يفسد لانه لم توجد صورة الفطر وهو الابتلاع وكذا معناه لانه لا يتغذى به عادة وان اعاد فسد بالاجماع لوجود الادخال بعد الخروج فيتحقق صورة الفطر وان كان اقل من ملأ الفم فعاد لم يفسد صومه لانه غير خارج ولا صنع له فى الادخال وان اعاد فكذلك عند ابی يوسف لعدم الخروج وعند محمد يفسد صومه لوجود الصنع منه فى الادخال فان استقاء عمدا ملأ فيه فعليه القضاء لما روينا والقياس متروك به ولا كفارة لعدم الصورة وان كان اقل من ملأ الفم فكذلك عند محمد لاطلاق الحديث وعند ابی يوسف لا يفسد لعدم الخروج حكما ثم ان عاد لم يفسد عنده لعدم سبق الخروج وان اعاده فعنه انه لا يفسد لما ذكرنا وعنه انه يفسد فالحقه بملأ الفم لكثرة الصنع ومن ابتلع الحصاة او الحديد افطر لوجود صورة الفطر ولا كفارة عليه لعدم المعنى ومن جامع فى احد السبيلين عامدا فعليه القضاء استدراكا للمصلحة الفائتة والكفارة لتكامل الجناية ولا يشترط الانزال فى المحلين اعتبارا بالاغتسال وهذا لان قضاء الشهوة يتحقق دونه وانما ذلك شبع وعن ابی حنيفة انه لا تجب الكفارة بالجماع فى الموضع المكروه اعتبارا بالحد عنده والاصح انها تجب لان الجناية متكاملة لقضاء الشهوة ولو جامع ميتة او بهيمة فلا كفارة انزل او لم ينزل خلافا للشافعی لان الجناية تكاملها بقضاء الشهوة فى محل مشتهى ولم يوجد ثم عندنا كما تجب الكفارة بالوقاع على الرجل تجب على المرأة وقال الشافعی فى قول لا تجب عليها لانها متعلقة بالجماع وهو فعله وانما هى محل الفعل وفى قول تجب ويتحمل الرجل عنها اعتبارا بماء الاغتسال ولنا قوله صلى الله عليه وسلم من افطر فى رمضان فعليه ما على المظاهر وكلمة من تنتظم الذكور

---

۱ قوله انه يعافه الطبع وذلك لانه لا يبقى بين الاسنان شئ دخل فى معنى الغذاء نقصان ولهذا اذا تخلل يرميه وربما تكون له رائحة كريهة يكرهها الطبع فلما دخل فى معنى الغذاء نقصان قصرت الجناية ومع قصورها لا تجب الكفارة ۱۲ ب ۲ قوله وان اعاد فكذلك عند ابی يوسف الخ ناصل ابی يوسف فی العود والاعادة الخروج وهو بملأ الفم وعدمه لعدمه واصل محمد الصنع وهو بالاعادة قل او كثر ۱۲ فتح القدير ۳ قوله والقياس متروك به لان القياس ان لا يفسد الا بالدخول الاترى انه لا يفسد بالبول وغيره ۱۲ بنايه ۴ قوله لعدم المعنى اى معنى المفطر وهو اتصال ما فيه نفع البدن الى الجوف سواء كان مما يتغذى به او لا فقصرت الجناية وكل ما لا يتغذى به عادة ولا يتداوى به عادة كالحجر وغيره كذلك ۱۲ ف ۵ قوله استدراكا للمصلحة الفائتة قلت هذه المصلحة قهر النفس الامارة بالسوء وبالجماع يفوت لتفاده فيجب القضاء للاستدراك ۱۲ ب ۶ قوله تكامل الجناية وهى ايلاج الفرج فى الفرج وقول الجمهور وقال الشعبی والنخعی وسعيد بن جبير لا كفارة عليه وهو قول زهری وابن سيرين ۱۲ ب ۷ قوله بالوقاع وفى الكافى ان وطى فى الدبر فعن ابی حنيفة لا كفارة عليهما وعنه ان عليه الكفارة وهو قولهما وهو الاصح ۱۲ ۸ قوله تجب على المرأة هذا اذا طاوعته واما اذا غلبها على نفسها فعليها القضاء دون الكفارة وبه قال مالك ۱۲ ب ۹ قوله ويتحمل الرجل عنها الخ والمعنى ان هذه مؤنته اوقعها الزوج فيها فيتحمل عنها كثمن ماء الاغتسال ۱۲ ع ۱۰ قوله عنها اعتبارا الخ هذا اذا كان الزوج موسرا وان كان معسرا فلا يتحملها ۱۲ ب ۱۱ قوله من افطر الخ قال الاترازی هذا مارواه اصحابنا فى كتبهم وذكره السغناقی ثم تبعه الاكمل مجردا من غير بيان فى ماله ولا نسبة احد وقال الكاكی فى المبسوط واحتج علماؤنا بقول النبی صلى الله عليه وسلم وعلى آله وسلم من افطر فى رمضان فعليه ما على المظاهر رواه ابو هريرة وقال مخرج احاديث هذا حديث غريب لم اجده واستدرك ابن الجوزی فى التحقيق لمذهبنا ومذهبهم بما رواه البخاری ومسلم عن ابی هريرة ان النبی صلى الله عليه وعلى آله وسلم امر رجلا افطر فى رمضان ان يعتق رقبة او يصوم شهرين متتابعين او يطعم ستين مسكينا انتهى وقال الكاكی ومارواه فى المتن رواه الدارقطنی بمعناه قلت روى الدارقطنی عن ابی هريرة بسنده ان النبی صلى الله عليه وعلى آله وسلم امر الذی افطر يوما فى رمضان ان يكفر بكفارة الظهار ۱۲ ب

الدراية فى تخريج احاديث الهداية

حديث من قاء فلا قضاء عليه ومن استقاء عامدا فعليه القضاء الاربعة وابن حبان والحاكم والدارقطنی واحمد واسحق من حديث ابی هريرة قال ابو داؤد سمعت احمد يقول ليس من ذا شئ وقال الترمذی عن البخاری لا اراه محفوظا وقال اسحق فى مسنده زعم اهل البصرة ان هشاما وهم فيه وكذا حكى الدارمی وله طريق اخرى عند ابن ابی شيبة وابی يعلى واخرجه النسائی من رواية الاوزاعی عن عطاء عن ابی هريرة موقوفا وروى ابن ماجة من حديث فضالة بن عبيد ان النبی صلى الله عليه وسلم خرج عليهم فى يوم كان يصومه فدعا باناء فشرب فقلنا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان هذا يوم كنت تصومه قال اجل ولكنی قئت وفى الباب عن ابی الدرداء وثوبان ۱۲

حديث من افطر فى رمضان فعليه ما على المظاهر لم اجده هكذا والمعروف فى ذلك قصة الذی جامع فى رمضان ستذكر بعد هذا وقد ورد فى بعض طرقه ان النبی صلى الله عليه وسلم امر رجلا افطر فى رمضان ان يعتق رقبة الحديث واخرجه الدارقطنی من طريق مجاهد عن ابی هريرة ان النبی صلى الله عليه وسلم امر الذی افطر يوما من رمضان بكفارة الظهار والحديث واحد والقصة واحدة والمراد بانه افطر بالجماع لا بغيره توفيقا بين الاخبار فاما رواية محمد بن كعب عن ابی هريرة بلفظ ان رجلا اكل فى رمضان فامره النبی صلى الله عليه وسلم ان يعتق رقبة فقد اخرجه الدارقطنی وفيه ابو معشر وهو ضعيف وكانه رواه بالمعنى الذی فهمه من لفظ افطر

11. Abu Hanifa vs Hadis-e-Nabawi ﷺ

Abu Hanifa kehta hai:

“Bikhilaf us surat ke jab us (aurat) ke darmiyan aur Makkah ke darmiyan teen din se kam ka fasla ho, kyunki use safar se kam (fasle) tak baghair mahram ke nikalna jaiz hai.”

Nabi ﷺ ka farman hai:

Rasulullah ﷺ ne farmaya:
“La yakhluwanna rajulun bimra’atin, wa la tusafiranna imra’atun illa wa ma‘aha mahram.”

“Koi mard kisi ajnabi aurat ke sath hargiz khalwat mein na ho aur na koi aurat apne kisi mahram ke baghair safar kare.”

Jab aap ﷺ yeh farma rahe the to ek shakhs khara ho gaya aur arz ki: “Ya Rasulallah, meri biwi Hajj ke liye rawana ho gayi hai jabke mera naam falan falan ghazwah mein likha ja chuka hai.”

To aap ﷺ ne farmaya: “Tum jao aur apni biwi ke sath Hajj karo.”

Sahih Muslim 1341 Sahih al-Bukhari 3006

الهداية

شرح

بداية المبتدي

للامام برهان الدين أبي الحسن علي بن أبي بكر المرغيناني

رحمه الله تعالى المتوفى ٥٩٣هـ

مع

شرح العلامة عبد الحي اللكنوي

رحمه الله تعالى المتوفى ١٣٠٣هـ

(٢)

اعتنى بإخراجه وتنسيقه وتخريج أحاديثه من نصب الراية والدراية

نعيم أشرف نور أحمد

من منشورات

إدارة القرآن والعلوم الإسلامية

٤٣٧- دي ٥ گاردن ايست ٥ كراتشي ۵ ٥ باكستان

نساء ثقات؛ لحصول الأمن بالمرافقة. ولنا قوله عليه الصلاة والسلام[١]: «لا تحجنّ امرأة إلا ومعها محرم»*، ولأنها بدون المحرم يخاف عليها الفتنة، وتزداد بانضمام غيرها إليها[٢]، ولهذا[٣] تحرم الخلوة بالأجنبية وإن كان معها غيرها، بخلاف[٤] ما إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام؛ لأنه يباح لها الخروج[٥] إلى ما دون السفر بغير محرم.

وإذا وجدت محرما لم يكن للزوج منعها[٦]، وقال الشافعي: له أن يمنعها؛ لأن في الخروج تفويت حقه[٧]. ولنا أن حق الزوج لا يظهر في حق الفرائض، والحج منها، حتى لو كان الحج نفلا له أن يمنعها[٨]، ولو كان المحرم فاسقًا قالوا: لا يجب عليها؛ لأن المقصود لا يحصل به.

ولها أن تخرج مع كل محرم[٩] إلا أن يكون مجوسيًا؛ لأنه يعتقد

خلصت. قلنا: أما العمومات: فقد تقيدت ببعض الشروط إجماعًا كأمن الطريق وغيره، فيتقيد أيضًا بما ثبت بالأحاديث الصحيحة، كما في "الصحيحين": «لا تسافر امرأة ثلاثًا إلا ومعها ذو محرم»، فإن قيل: هذه عامة في كل سفر، وقد خص منه سفر المهاجرة والمأسورة، فيخص منه سفر الحج أيضًا قياسًا عليه.
قلنا: لا يمكن إخراج المتنازع فيه؛ لأن في عينه نصًا تقيد أنه مراد بالعام، وهو ما رواه البزار والدارقطني، فثبت تخصيص العمومات بما روينا على أنهم خصوها بوجود الرفقة، والنساء الثقات، وبه يظهر فساد قياسهم. (ف)

(١) رواه البزار والدارقطني. (ف)

* رواه ابن عباس رضي الله عنه، راجع نصب الراية ج٣ ص٤، والدراية ج٢، الحديث ٣٩٣ ص٤. (نعيم)

(٢) قوله: "وتزداد بانضمام غيرها إليها" فإن قلت: قد قلتم بحيلولة المرأة الثقة في المطلقات الثلاث، إذا اعتدت في بيت الزوج، فلم تجعلوا هناك انضمام المرأة إلى المرأة فتنة، أجيب بأن الإقامة موضع الأمن والقدرة على دفعه، بخلاف السفر على أن النص فرق بينهما. (عيني)

(٣) لأجل زيادة الفتنة بانضمام المرأة إليها. (ب)

(٤) متصل بقوله: "ولا يجوز لها إلخ.

(٥) قوله: "لأنه يباح لها الخروج" وعلى هذا فليس للزوج منعها إذا كان بينها وبين مكة أقل من ثلاثة أيام إذا لم تجد محرما. (ف)

(٦) وبه قال أحمد، وقال مالك: لا يمنعها على القول بالفور، وعلى القول بالتراخي عنه قولان. (ب)

(٧) فصار كما لو نذرت الحج له منعها. (ف)

(٨) ولهذا كان له أن يحللها من ساعته. (عيني)

(٩) سواء كان حرًا أو عبدا أو ذميا؛ لأن الذمي أيضًا يحفظ محارمه. (ب)

12. Fiqah-e-Hanafi vs Hadis-e-Nabawi ﷺ

Fiqah-e-Hanafi kehta hai:

“Fiqh ka seekhna baqi Qur’an ke seekhne se afzal hai.”

Kashf al-Asrar sharh Durr al-Mukhtar 1/31

Nabi ﷺ ka farman:

Sahih al-Bukhari 5027

“Khairukum man ta‘allama al-Qur’an wa ‘allamahu.”

“Tum mein sab se behtar woh hai jo Qur’an seekhe aur sikhaye.”

کشف الاسرار

اردو ترجمہ وشرح

درمختار

اول

ترجمہ واضافات

مفتی محمد ظفیر الدین صاحب مفتاحی (مفتی دار العلوم دیوبند)

مکتبہ فیض القرآن دیوبند

اس سے یہ خود بخود معلوم ہو گیا کہ نابالغ، پاگل اور مخبوط الحواس کا فعل علم فقہ کا موضوع نہیں ہے باقی بچہ اور پاگل پر اگر کسی ضائع شدہ چیز کا ضمان آتا ہے یا ان کی بیویوں کا ان پر نان نفقہ ضروری ہوتا ہے تو ان کی ادائیگی کے مخاطب فقہ میں ان کے ولی ہیں خود یہ نہیں، لہذا ان سے متعلق جو مسائل ہیں وہ بیان تو کردیے جاتے ہیں تاکہ ولی ان مسائل پر ان کے سلسلہ میں عمل کریں جیسے جانوروں سے اگر کوئی چیز کا نقصان ہو جائے تو ان کے ضمان کے مخاطب ان کے مالک ہوتے ہیں، باقی ہاں یہ ہے۔ بچوں کو نماز کا حکم دیا جاتا ہے مگر نماز پڑھانے کی ذمہ داری ولی پر ڈالی جاتی ہے تاکہ یہ ابتداء عمر سے ہی فرائض کے عادی بن جائیں آگے چل کر یہ ان کے لئے بوجھ محسوس نہ ہو۔

استمداد کا مطلب یہ ہے کہ فقہ کے مآخذ چار ہیں (۱) کتاب (۲) سنت (۳) اجماع (۴) اور قیاس۔ واضح رہے کہ پہلی شریعتیں جو منسوخ نہیں ہیں وہ کتاب میں داخل ہیں اور اقوال صحابہ سنت ہیں، اور لوگوں کا تعامل اجماع ہے اور تحری (یعنی غور وفکر کے بعد اندازہ تخمین) اور استواب حال (یعنی حالت سابق کو پیش نظر رکھ کر موجودہ حالت پر وہی حکم لگانا) قیاس ہے۔

قیاس کے لفظ سے یہ دھوکہ نہ ہو کہ ہر قیاس مراد ہے بلکہ وہ قیاس مراد ہے جو کتاب وسنت اور اجماع سے مستنبط ہو کتاب اللہ سے مستنبط قیاس کی مثال جیسے حالت حیض میں وطی کرنا حرام ہونا قرآن کی آیت **قل هو اذى فاعتزلوا النساء فى المحيض** سے ثابت ہے، اس پر لواطت کی حرمت کو قیاس کرنا کہ حالت حیض میں وطی کرنا حرام ہونے کی علت قرآن سے "گندگی" بتائی ہے یہی گندگی چونکہ لواطت میں بھی پائی جاتی ہے لہذا یہ بھی حرام ہے، سنت سے مستنبط قیاس کی مثال ایک سیر چنے، دو سیر چنے کے بدلے لینا کہ یہ بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح ایک سیر گیہوں کا دو سیر گیہوں کے بدلے میں، جو حدیث **الحنطة بالحنطة مثلا بمثل يدا بيد والفضل ربوا** سے ثابت ہے علی ہذا القیاس۔

وغاية الفوز بسعادة الدارين واما فضله فكثير شهير ومنه ما فى الخلاصة وغيرها النظر فى كتب اصحابنا من غير سماع افضل من قيام الليل وتعلم الفقه افضل من تعلم مافى القرآن وجميع الفقه لا بد منه.

ترجمہ اور فقہ کی غرض وغایت دو جہاں کی نیکیوں میں کامیابی حاصل کرنا ہے اور باقی رہی فقہ کی فضیلت تو وہ بہت مشہور ہے اور اس کی فضیلت میں سے وہ قول ہے جو خلاصہ وغیرہ کتابوں میں ہے کہ ہمارے اصحاب فقہ کی کتابوں کا مطالعہ گو استاذ سے نہ سنا ہو، تہجد کی نماز سے افضل ہے اور فقہ کا سیکھنا باقی قرآن کے سیکھنے سے افضل ہے اور فقہ تمام کا تمام ضروری ہے جس سے کوئی چارہ کار نہیں۔

تشریح فقہ کا فائدہ یہ ہے کہ آدمی جہالت کی پستی سے نکل کر علم کی بلندی پر آجاتا ہے، اور صحیح عمل بغیر صحیح علم کے مشکل ہے جو آدمی کو دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی سے ہم کنار کرتا ہے۔

رہی فضیلت تو اس کے لئے کتب حدیث میں کتاب العلم کے تحت جو حدیثیں جمع کی گئی ہیں ان کا مطالعہ کیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ عالم کو عابد پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی مجھے تمہارے ادنیٰ شخص پر، اسی طرح ارشاد نبوی ہے کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔ اور اس طرح کی دوسری بہت سی حدیثیں ہیں جسے آپ مشکوۃ کتاب العلم

13. Beghairat Hanafiyon ke talaq dene ke ajeeb o ghareeb tareeqe

Agar mard ne apni do auraton se kaha ke tum mein se jis ki farj (sharmgah) wasee‘ hai woh talaqah hai, to dono mein se moti aurat par talaq waqea hogi.

Do mardon mein se har ek ne doosre se kaha ke agar mera sar mujh se bhari na ho to meri biwi talaqah hai.

Ek mard ne apni biwi se kaha: agar mera zakar yani aala-e-tanasul lohe se zyada shadeed na ho to tu talaqah hai.

Fatawa Alamgiri 2/409

فَقِيهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

۲

فتاویٰ عالمگیری

جدید اردو

فقہ حنفی کے احکام و مسائل کا وہ عظیم و مستند ذخیرہ جو ہندوستان کے مشہور مسلمان بادشاہ حضرت عالمگیرؒ نے اپنی نگرانی میں ملک کے مستند علماء کی ایک جماعت کے ذریعہ عربی میں مرتب کرایا تھا اس کا مستند مکمل اردو ترجمہ

مترجم
مولانا سید امیر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ
مصنف تفسیر مواہب الرحمٰن و عین الہدایہ وغیرہ

تسہیل و عنوانات
مولانا ابو عبیداللہ
خطیب جامع مسجد رحمۃ للعلمین
ڈیفنس روڈ لاہور

مکتبہ رحمانیہ
MAKTABA-E-REHMANIA
اقراء سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

ہے اگر مرد نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم میں سے جس کی فرج وسیع ہے وہ طالقہ ہے تو دونوں میں سے دبلی عورت پر طلاق واقع ہو گی اور شیخ امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ دونوں میں سے جو ارطب ہو یعنی بلغمی مرطوب ہو اس پر طلاق واقع ہو گی یہ خلاصہ میں ہے اور اگر ایک مرد اور اس کی بیوی میں جھگڑا ہوا پس عورت نے کہا کہ من بار خدای تو ام یعنی تجھ سے افضل ہوں پس شوہر نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو تو طالقہ ہے پس اگر عورت اسے افضل نہ ہو تو طالقہ نہ ہو گی اس واسطے کہ علو و تفوق جب ہی ہوتا ہے کہ علم و فضل و حسب و نسب میں بڑھ کر ہو یہ محیط میں ہے دو مردوں میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میرا سر تجھ سے بھاری نہ ہو تو میری بیوی طالقہ ہے تو اس کی پہچان کا یہ طریقہ ہے کہ جب دونوں سو جائیں تو دونوں پکارے جائیں پس جو جلدی جواب دے اس سے دوسرے کا سر بھاری ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

ایک مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر میرا ذکر یعنی آلہ تناسل لوہے سے زیادہ شدید نہ ہو تو تو طالقہ ہے تو عورت طالقہ نہ ہو گی اس واسطے کہ آلہ تناسل استعمال سے ناقص (۱) نہیں ہوتا ہے یہ خلاصہ میں ہے وقال المترجم[۲] وفیہ نظر۔ ایک مرد نے ضیافت کا سامان کیا اور تیاری کی پھر ایک شخص دوسرے گاؤں سے آیا پس اس نے کہا کہ اگر میں نے اس آنے والے کے واسطے اپنے گاؤں میں سے ایک گائے ذبح نہ کی تو میری بیوی طالقہ ہے پس اگر اس آنے والے کے لوٹنے سے پہلے اس نے ایک گائے اس کے لئے ذبح کی تو سچا رہا اور نہ حانث ہو گیا اور اگر اس نے اپنی بیوی کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ذبح کی تو اپنی قسم میں سچا نہ ہو گا الا آنکہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان ایسی الفت و انبساط ہو کہ دونوں میں سے کوئی اپنے مال کو دوسرے سے تمیز و فرق نہ کرتا ہو اور دونوں میں جو دوسرے کا مال لے لیتا ہو تو باہم ان میں مجادلہ و جھگڑا نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں مجھے امید ہے کہ وہ سچا رہے گا اور اگر اس نے اپنی گائے اس آنے والے کے واسطے ذبح کی لیکن بعد ذبح کے اس کے گوشت سے اس آنے والے کی ضیافت نہ کی پس اگر یہ گاؤں جس سے یہ آنے والا ہے اس گاؤں سے قریب ہو تو قسم میں سچا رہے گا اس واسطے کہ شرط بر کی متحقق ہو گئی ہے اور اگر یہ گاؤں اس گاؤں سے دور ہو کہ وہاں سے آنا سفر شمار کیا جاتا ہو تو مجھے خوف ہے کہ وہ قسم میں سچا نہ ہو گا اس واسطے کہ جب ایسا آدمی سفر کر کے آتا ہے تو اس کے واسطے ضیافت تیار کرتے ہیں پس قسم مذکور ذبح کر کے ضیافت کرنے پر واقع ہو گی یہ فتاویٰ کبریٰ میں ہے اور اگر کہا کہ اگر میں نے فلاں کو اس دار میں داخل ہونے دیا تو میری بیوی طالقہ ہے پس اگر قسم کھانے والا اس دار کا مالک ہو تو قسم سچی ہونے کی شرط یہ ہے کہ فلاں مذکور کو قول و فعل سے اس دار میں آنے سے مانع ہو ایسا ہی صدر الشہیدؒ نے اپنے واقعات میں ذکر کیا ہے اور نوازل میں ہے کہ قسم سچی ہونے کی شرط ملک منع[۳] ہے اور ملک دار سے تعرض نہ کیا اور فرمایا کہ اگر قسم کھانے والا فلاں کے داخل ہونے کے روکنے پر قادر ہو تو روکنا و منع کرنا دونوں واجب ہیں تا کہ سچا ہو اور اگر روکنے کا مالک نہ ہو تو یہ قسم ممانعت کرنے پر ہو گی روکنے پر نہ ہو گی اور شیخ امام ظہیر الدین ملک منع کو اعتبار کرتے تھے کہ روک سکے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر اپنی بیوی سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر میں تجھ سے جماع کروں الا بعذر یا بلیہ یا ضرورت۔ پھر اس قسم کے بعد مرد مذکور اس عورت سے سوائے فرج کے مباشرت

---

۱ یعنی اس کا اندازہ و علم غیر ممکن ہے جیسے انشاء اللہ تعالیٰ میں ہے تعلی بذا مسئلہ فرج وسیع میں بھی کسی پر طلاق نہ ہونی چاہئے۔

۲ مترجم کہتا ہے کہ اس میں تامل ہے حتیٰ کہ اگر سہ طلاقہ کہا ہو تو احتیاط مشکل ہے اور واضح ہو کہ قاضی ہمیشہ ایسے مہمل کہنے والوں کو سزائے تعزیر سے ادب کرے گا اور یہ عبارات بنظر عوام جاہلوں کے ہیں کہ آخر حکم شرعی تو ضرور متعلق ہو گا۔

۳ یعنی منع کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔

(۱) بجائے لوہے کے۔

14. Fiqah-e-Hanafi mein shahwat ka ghalba hone se mustazani karne se sawab milega.

Aur manind us shakhs ke ho gaya jis ne hathaili ke zariye mani girai, yani haath se zalaq laga kar inzal kiya.

Aur agar us ne is se ghalba-e-shahwat ko dabana chaha, dar halanke us ko halal jima‘ mayassar nahin hai, to Sheikh Abu Bakr al-Askaf ne kaha ke us ko sawab milega.

Faqih Abu al-Layth ne kaha ke Abu Yusuf se riwayat aayi hai ke us ko yahi kafi hai ke barabar chhoot jaye, lehaza mashaikh ne kaha ke umeed hai ke azab na ho.

Anzari ne Ghayat al-Bayan mein kaha ke mere nazdeek qawl Abu Bakr al-Askaf sahih hai.

Ayn al-Hidayah 1/1112

عین الہدایہ

اردو شرح ہدایہ

از

مولانا سید امیر علی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم فتاویٰ عالمگیری

JILD 1

مکتبہ رحمانیہ

اقراء سنٹر اردو بازار لاہور

کے ساتھ ہو نہ خالی نظر و انزال سے۔ م ف۔ وصار کالمتفکر اذا امنی۔ اور یہ نظر کنندہ مثل متفکر کے ہو گیا جب کہ اس کے منی نکل آوے۔ ف۔ یعنی جس نے کسی عورت کی خوبصورتی میں فکر و تصور کیا حتی کہ منی نکل آئی تو یہ بالاتفاق مفطر نہیں ہے۔ مع۔ اگرچہ دیر تک تصور میں رہا ہو۔ المجمع۔ وکالمستمنی بالکف۔ اور مانند اس شخص کے ہو گیا جس نے ہتھیلی کے ذریعہ سے منی گرائی۔ ف۔ یعنی ہاتھ سے زلق لگا کر انزال کیا۔ علی ماقالوا۔ بنا بر اس قول کے جو مشائخ نے کہا ہے۔ ف۔ واضح ہو کہ امام مصنف کی عادت ہے کہ اس لفظ سے اشارہ فرماتے ہیں کہ یہ قول ضعیف اور اس میں خلاف ہے چنانچہ ہاتھ سے زلق میں انزال ہوا تو عامہ مشائخ کے نزدیک روزہ افطار و قضا واجب ہے۔ مصنف نے تجنیس میں کہا کہ یہی مختار ہے۔ گویا مباشرت سے ظاہری بشرہ کے ذریعہ سے انزال خواہ غیر کا بشرہ ہو یا اپنی ہتھیلی وغیرہ جس سے انزال ہوتا ہے اور خواہ وہ عادت میں قابل شہوت ہو جیسے عورت زندہ کا بدن یا نہ ہو جیسے اپنی ہتھیلی یا مردہ عورت یا چوپایہ جانور کہ ان میں جب انزال ہو تو افطار ہوا۔ مف پھر کیا زلق لگانا جائز ہے۔ بلحیض جواب عینی وغیرہ یہ ہے کہ جس شخص نے اس سے شہوت کا مزہ چاہا تو یہ حرام ہے چنانچہ مشائخ نے حدیث لکھی کہ ناکح الید ملعون۔ ہاتھ کا جماع کرنے والا ملعون ہے اور زیلعی رح نے بعض بزرگوں سے ذکر کیا کہ محشر میں جو بعضوں کے ہاتھ حاملہ ہوں گے۔ تو میرا گمان یہ کہ یہی زلق لگانے والے ہوں گے۔ بالجملہ شہوت پرستی سے یہ فعل بالاتفاق حرام ہے اور اگر اس نے اس سے غلبہ شہوت کو دبانا چاہا درحالیکہ اس کو حلال جماع میسر نہیں ہے۔ تو شیخ ابوبکر الاسکاف نے کہا کہ اس کو ثواب ملے گا۔ فقیہ ابو اللیث نے کہا ابو حنیفہ رح سے روایت آئی کہ اس کو یہی بہت ہے کہ برابر چھوٹ جاوے لہذا مشائخ نے کہا کہ امید ہے کہ عذاب نہ ہو۔ اتزاری رح نے غایۃ البیان میں کہا کہ میرے نزدیک قول ابوبکر الاسکاف صحیح ہے۔ عینی رح نے کہا کہ امام احمد سے اجازت اور جدید قول شافعی میں حرمت ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ یہاں یہ اشکال وارد ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اختصار کی اجازت چاہی تھی اور مخنث ہو جانا مقصود نہ تھا کیونکہ اس کی نصیحت تو بدیہی ہے بلکہ کمی شہوت پس اگر زلق جائز ہوتا تو یہ مقصود حاصل ہو جاتا لہذا صحیح وہ ابو حنیفہ رح سے مروی ہے اور شیخ ابوبکر رح وغیرہ کے قول میں تاویل یہ کہ اگر مرد کو اجنبیہ عورت سے تخلیہ ملا کہ خوف زنا ہے پس اس نے زلق سے مادہ خبیثہ نکال دیا تو اس حالت میں روا بلکہ امید ثواب ہے۔ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم م اگر دو عورتوں نے مرد و عورت کی طرح چپٹی بازی کی پس اگر انزال ہوا تو اس پر قضا واجب ہے ورنہ قضا نہیں اور نہ غسل ہے۔ (السراج)۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آلہ بنا کر ایسا کیا پس اگر اس پر تیل لگا ہو تو بقیاس انگلی کے فاسد ہو جانا چاہیے اور اگر نہ ہو پس اگر ایک طرف اس کی خارج رہے تو بغیر انزال مفسد نہیں ورنہ مفسد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم م۔ مرد نے اپنی مقعد میں یا عورت نے اپنی فرج میں انگلی ڈالی تو روزہ فاسد نہیں۔ یہی مختار ہے مگر جب کہ انگلی پانی یا تیل سے تر ہو۔ (الظہیریہ) جورو کے ہاتھ میں آلہ تناسل دیا کہ انزال ہوا تو روزہ قضا کرے۔ (السراج)۔ چوپایہ جانور یا مردہ عورت سے جماع

15. Fiqah-e-Hanafi mein doodh dene wale mard.

Aur agar kisi mard ka doodh utar aaye aur us ne kisi bachche ko pilaya to us se hurmat-e-rada‘at sabit nahin hoti hai.

Fatawa Alamgiri 2/253

فَقِیۡهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیۡطٰنِ مِنۡ اَلۡفِ عَابِدٍ

۲

فتاوٰی عالمگیری

جدید اردو

فقہ حنفی کے احکام ومسائل کا وہ عظیم ومستند ذخیرہ جو ہندوستان کے مشہور مسلمان بادشاہ حضرت عالمگیرؒ نے اپنی نگرانی میں ملک کے مستند علماء کی ایک جماعت کے ذریعہ عربی میں مرتب کرایا تھا اس کا مستند مکمل اردو ترجمہ

مترجم

مولانا سید امیر علی رحمہ اللہ تعالیٰ

مصنف تفسیر مواہب الرحمٰن وعین الہدایہ وغیرہ

تسہیل وعنوانات

مولانا ابو عبیداللہ

خطیب جامع مسجد رحمۃ للعلمین

ڈیفنس روڈ لاہور

مکتبہ رحمانیہ

اقراء سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

MAKTABA-E-REHMANIA

میں ہے اور اگر کسی عورت سے بشبہہ وطی کی اور وہ حاملہ ہوگئی پس اس نے اسی دودھ سے کسی بچہ کو پلایا تو یہ بچہ اس زانی کا رضاعی پسر ہو جائے گا اور علیٰ ہذا جہاں وطی ایسی ہو کہ اس میں وطی کنندہ سے نسب ثابت ہوتا ہے تو رضاعت بھی ثابت ہوگی اور جہاں وطی کرنے والے سے نسب نہیں ثابت ہوتا ہے وہاں زانی کی طرف رضاعت بھی ثابت نہ ہوگی بلکہ فقط زانیہ یعنی دودھ پلانے والی کی طرف رضاعت ثابت ہوگی یہ مضمرات میں ہے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے عورت ایک بچہ جنی اور اس نے اس بچہ کو دودھ پلایا پھر اس کا دودھ سوکھ گیا پھر اس کے بعد دودھ اتر آیا اور اس نے ایک لڑکے کو دودھ پلایا تو اس رضیع لڑکے کو جائز ہے کہ اس مرد اولادسے جو اس عورت مرضعہ کے سوائے دوسری عورت کے پیٹ سے ہو نکاح کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے ایک باکرہ عورت کے جس کا ہنوز نکاح نہیں ہوا ہے دودھ اترا اور اس نے ایک بچہ کو دودھ پلایا تو اس بچہ[1] کی ماں ہو جائے گی اور ان دونوں میں تمام احکام رضاعت کے ثابت ہوں گے حتیٰ کہ اگر اس باکرہ نے کسی مرد سے نکاح کیا اور اس مرد نے اس کو قبل دخول کے طلاق دے دی تو مرد مذکور کو جائز ہوگا کہ اس باکرہ کی رضیعہ دختر مذکورہ سے نکاح کرے اور اگر بعد دخول کے طلاق دی ہو تو اس رضیعہ سے نکاح نہیں ؎ کر سکتا ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے اور اگر کوئی دختر نو برس یا زیادہ سن کی نہ ہوئی ہو اور اس کے دودھ اترا اور اس نے کسی بچہ کو پلایا تو اس سے تحریم متحقق نہ ہوگی اور رضاعت سے تحریم جب ہی ہو جاتی ہے کہ جب نو برس یا زیادہ سن کی عورت نے دودھ پلایا ہو یہ جوہرۃ النیرہ میں ہے اسی طرح اگر باکرہ[2] کے زرد پانی اترا تو اس کے پلانے سے تحریم[3] متعلق نہیں ہوتی ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔

قضا شک کے ساتھ حرمت ثابت نہ ہوگا مگر احتیاطاً ثابت ہوگی:

عورت نے اگر اپنی چھاتی بچہ کے منہ میں دے دی اور اس کو دودھ چوسنا معلوم نہیں تو قضا شک کے ساتھ حرمت ثابت نہ ہوگا اور احتیاطاً ثابت ہوگی اور اگر بچہ کے منہ میں چھاتی سے زرد رنگ کی رقیق چیز ٹپک گئی تو حرمت رضاع ثابت ہوگی اس واسطے کہ یہ بگڑے ہوئے رنگ کا دودھ ہے یہ خزانۃ المفتین میں ہے اور اگر کسی مرد کے دودھ اترا اور اس نے کسی بچہ کو پلایا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر خنثیٰ کے دودھ اترا اور اس نے کسی بچہ کو پلایا پس اگر معلوم ہوا کہ یہ عورت ہے تو تحریم متعلق ہوگی اور اگر معلوم ہو کہ مرد ہے تو تحریم متعلق نہ ہوگی اور اگر مشکل ہو یعنی مرد یا عورت کسی طرح علم نہ ہو پس اگر عورتوں نے کہا کہ دودھ اس کثرت سے فقط عورتوں ہی کے ہوتا ہے تو احتیاطاً تحریم متعلق ہوگی اور اگر عورتوں نے یہ نہ کہا تو تحریم متعلق نہ ہوگی یہ جوہرۃ النیرہ میں ہے اور زندہ عورت و مردہ عورت کا دودھ حرمت رضاعت ثابت ہونے کے واسطے یکساں ہے یہ ظہیریہ میں ہے اور اگر کسی چوپایہ جانور کے دودھ سے دو بچوں نے پیا تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔

دار السلام یا دار الحرب میں ہونے سے رضاعت پہ مطلقاً کوئی اثر نہیں پڑتا:

رضاعت خواہ دار السلام میں متحقق ہو یا دار الحرب میں حکم یکساں ہے چنانچہ اگر دار الحرب میں دودھ پلایا پھر یہ سب لوگ

؎ قولہ نہیں کر سکتا کیونکہ رضیعہ اس کی ربیبہ ہوگئی۔

(۱) خواہ لڑکی یا لڑکا۔

(۲) اگرچہ نو برس کی یا زیادہ عمر کی ہو۔

(۳) یعنی رضاعت کا حکم نہیں رکھتی۔

16. Fiqh-e-Hanafi ka shaitani usool – Sahaba ki gustakhi

Aur doosri qism ke woh rawi hain jo hifz aur adalat ke lihaz se mashhoor hain lekin mujtahid aur mufti nahin hain, jaisa ke Abu Hurairah aur Anas bin Malik Rd. Pas jab in mein se kisi ki hadith qiyas ke mutabiq aaye to qubool ki jayegi, aur agar qiyas ke mutabiq na aaye to un ki hadith ko chhor kar qiyas par amal karna zyada behtar hoga.

Usul al-Shashi safha 179

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى ٱلرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنۡهُمۡ لَعَلِمَهُ ٱلَّذِينَ يَسۡتَنۢبِطُونَهُۥ مِنۡهُمۡۗ (النساء: ٨٣)

أصول الشاشي

للإمام نظام الدين الشاشي

المتوفى سنة ٣٢٥

على أساس حاشية الشيخ الحافظ محمد بركت الله اللكنوي
المسمى به

"أحسن الحواشي"

بإضافة نبذة من التعليقات الأخرى مع تخريج الأحاديث

مكتبة البشرى
كراتشي باكستان

وترك القياسَ به، وروى **حديثَ تأخير النساء** في مسألة المحاذاة وترك القياسَ، وروى محمد عن عائشة رضي الله عنها **حديث القيء** وترك القياس به، وروى محمد عن ابن مسعود رضي الله عنه **حديثَ السهو** بعد السلام وترك القياسَ به.

والقسمُ الثاني من الـــرواة: هم المعروفون بالحفظِ والعدالـــة دون الاجتهاد والفتوى، كأبي هريرة وأنس بن مالك رضي الله عنهما وعقبة بن عامر، **فإذا** صحت رواية مثلهما عندك، **فإن** وافق الخبرُ القياس فلا خفاء في لزوم العَمَل به، وإن خالَفَهُ القياس **كان العمل** بالقياس أولى.

= والقياس فيه أن لا يكون ناقضاً؛ لأن علة نقض الطهارة هي خروج النجاسة؛ لأن اتصاف البدن بالنجاسة مما ينافي اتصافه بالطهارة، وفي القهقهة ليس ذلك أي: خروج النجاسة، فترك القياس بهذا الحديث.

حديثَ تأخير النساء إلخ: وهو قول النبي ﷺ في حق محاذاة النساء للرجال: "أخروهن من حيث أخر هن الله". [الشافي: ص ٢٢١]. **حديث القيء** إلخ: وهو ما روي أنه قال عليه السلام: "من قاء أو رعف في صلاة فلينصرف وليتوضأ، وليبن على صلاته ما لم يتكلم"، والقياس يقتضي أن لا يفسد الوضوء بالرعاف والقي؛ لأن الخارج ليس بنجس؛ لأنه خرج من أعلى المعدة وهو ليس بمحل النجاسة.

حديثَ السهو إلخ: وهو قوله عليه السلام: "لكل سهو سجدتان بعد السلام"، والقياس يقتضي أن يسجد قبل السلام كما قال به الشافعي رحمه الله؛ لأنه يجبر الفائت، والجابر يقوم مقام الفائت في الصلاة، فكذا ما هو جابر، وبعد السلام خارج من وجه فلم يكن في الصلاة من كل الوجه، ثم اعلم أن المسألة مختلف فيها، فعندنا يسجد بعده، وبه قال علي، وابن مسعود، وسعد، وعمار، وابن عباس، وابن زبير، والحسن، وإبراهيم، وابن أبي ليلى، والثوري، والحسن بن صالح بن حيي، وأنس، وعمر بن عبد العزيز، وعنده: يسجد قبل السلام وبه قال الليث، ومالك، وأحمد، وإسحاق، والزهري، والأوزاعي وغيرهم، وقال مالك في رواية: إن كان في الزيادة فبعد السلام بحديث ذي اليدين، وإن كان بالنقصان فقبله؛ لحديث ابن بحينة كذا في "الحصول".

كان العمل إلخ: لأن الشبهة تمكنت في رواية غير الفقيه من وجهين: أحدهما: شبهة الاتصال بنا، والثاني: شبهة الغلط في النقل، فـــإن نقل الحـــديث بالمعنى كان شائعاً بين الصحابة رضي الله عنهم، وغير الفقيه يحتمل أن ينقل بعبارته ولا ينتظم تلك العبارة ما انتظم به عبارة النبي ﷺ من المعاني بقصور دركها إذا نقل بالمعنى لا يتحقق إلا بعد فهم =

17. Is Hanafi par la‘nat ho jo Abu Hanifah ke qawl ko radd kare.

“Fa la‘natu Rabbina ‘adada raml ‘ala man radda qawl Abi Hanifah.”

Yani us shakhs par rait ke zarron ke barabar la‘natein hon jo Abu Hanifah ke qawl ko radd karta hai.

Al-Durr al-Mukhtar jild 1, safha 160

ردّ المحتار

على

الدرّ المختار شرح تنوير الأبصار

لخاتمة المحقّقين

محمّد أمين الشهير بابن عابدين

مع تكملة ابن عابدين لنجل المؤلف

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمّد معوّض

قدّم له وقرّظه

الأستاذ الدكتور محمد بكر إسماعيل

كلية الدراسات - جامعة الأزهر

الجزء الأوّل

المحتوى

كتاب الطهارة

دار عالم الكتب

للطباعة والنشر والتوزيع

الرياض.

وَكَيْفَ يَحِلُّ أَنْ يُؤْذَى فَقِيهٌ لَهُ فِي الأَرْضِ آثَارٌ شَرِيفَه
وَقَدْ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسٍ مَقَالاً صَحِيحَ النَّقْلِ فِي حِكَمٍ لَطِيفَه
بِأَنَّ النَّاسَ فِي فِقْهٍ عِيَالٌ عَلَى فِقْهِ الإِمَامِ أَبِي حَنِيفَه
فَلَعْنَةُ رَبِّنَا أَعْدَادَ رَمْلٍ عَلَى مَنْ رَدَّ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَه

وقد ثبت أن ثابتاً والد الإمام أدرك الإمام عليّ بن أبي طالب فدعا له ولذريته بالبركة.

فافهم. وسفاهاً مفعوله الثاني. قال في القاموس: سفه كفرح، وكرم علينا: جهل كتسافه فهو سفيه جمعه سفهاء وسفاه. وخلاف الحق صفة: أي مخالفين، أو ذوي خلاف. والحجج: جمع حجة بالضم، وهي البرهان، سماها بذلك بناء على زعم العائبين، وإلا فهي شبهة وأوهام فاسدة. قوله: **(ابن إدريس)** بالتنوين للضرورة، والمراد به الإمام الرئيس ذو العلم النفيس، محمد بن إدريس الشافعي القرشي رضي الله تعالى عنه، نفعنا به في الدارين آمين. ومقالاً مصدر قال، منصوب على المفعولية المطلقة. وصحيح النقل نعت له، وهو صفة مشبهة مضافة إلى فاعلها: أي صح نقله عنه.

قاله ابن حجر: وقال الشافعي رضي الله تعالى عنه: من أراد أن يتبحر في الفقه فهو عيال على أبي حنيفة، إنه ممن وفق له الفقه. هذه رواية حرملة عنه. ورواية الربيع عنه: الناس عيال في الفقه على أبي حنيفة، ما رأيت: أي ما علمت أحداً أفقه منه. وجاء عنه أيضاً: من لم ينظر في كتبه لم يتبحر في العلم ولا يتفقه اهـ. قوله: **(في حكم)** أي في ضمن حكم لطيفة لم يصرّح بها، منها ترغيب الناس في مذهبه، والرد على العائبين له، وبيان اعتقاده في هذا الإمام، والإقرار بالفضل للمتقدم. قوله: **(بأن الناس)** الباء زائدة أو للتعدية، لتضمن قال معنى صرح ونحوه مما يتعدى بالباء. وفي فقه متعلق بعيال، من عاله: إذا تكفل له بالنفقة ونحوها. قوله: **(على من رد قول أبي حنيفة)** أي على من رد ما قاله من الأحكام الشرعية محتقراً لها، فإن ذلك موجب للطرد والإبعاد، لا بمجرد الطعن في الاستدلال، لأن الأئمة لم تزل يرد بعضهم قول بعض، ولا بمجرد الطعن في الإمام نفسه، لأن غايته الحرمة فلا يوجب اللعن، لكن ليس فيه لعن شخص معين فهو كلعن الكاذبين ونحوهم من العصاة، فافهم. وفي هذا البيت من عيوب الشعر الإيطاء، على أنه لم يذكره في تنوير الصحيفة كما قاله ابن عبد الرزاق. قوله: **(وقد ثبت الخ)** ففي تاريخ ابن خلكان عن الخطيب أن حفيد أبي حنيفة قال: أنا إسماعيل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان من أبناء فارس من الأحرار، والله ما وقع علينا رقّ قط، ولد جدي أبو

18. Fiqah-e-Hanafi mein aurat ko zina ki saza nahin.

Aur agar bachcha ya deewana ne aisi aurat se zina kiya jis ne khud apne upar un ko mauqa aur ikhtiyar diya, to un dono par hadd nahin hogi, isi tarah aurat par bhi nah hogi.

Ashraf al-Hidayah 6/162

مکمل اعراب
نظر ثانی وتصحیح
مزید اضافہ عنوانات

اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں راہ راست بتلا دیتے ہیں

اشرف الہدایہ

شرح اردو

هداية

تالیف: مولانا جمیل احمد سکروڈھوی
مدرس دار العلوم دیوبند

اضافہ عنوانات: مولانا محمد عظمت اللہ
رفیق دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی۔

6



مکمل اعراب، نظر ثانی وتصحیح، مزید اضافہ عنوانات
مولانا آفتاب عالم صاحب فاضل وتخصص جامعہ دار العلوم کراچی
مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
مولانا محمد یامین صاحب فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

دار الاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

محمد رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ ذمی مرد اور ذمیہ عورت میں فرق ہے اس طرح سے کہ زنا کے بارے میں اصل مرد کا فعل ہوتا ہے وہ عورت پر دباؤ ڈال دیتا ہے اور عورت اس کے تابع بن کر اسے قبول کر لیتی ہے۔ چنانچہ انشاء اللہ اس بحث کو آئندہ تفصیل سے سمجھائیں گے بس جب اصل یعنی مرد کے بارے میں حد لگانے کو منع کیا گیا تو اس سے یہ بات بھی لازم آئی کہ اس کے تابع یعنی ذمیہ عورت کے بارے میں بھی حد لگانا منع ہو باقی یہ کہ تابع یعنی ذمیہ عورت کے حق میں حد مانع ہو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس ذمیہ کی اصل (مرد) پر بھی مانع ہو۔ جس کی نظیر یہ ہے کہ اگر بالغ مرد نے کسی لڑکی یا دیوانی عورت سے زنا کیا تو لڑکی یا دیوانی پر حد ممنوع ہونے کی وجہ سے مرد پر سے حد ساقط نہیں ہوتی لیکن اگر بالغہ عورت کسی طفل یا مجنون سے زنا کرائے تو اس طفل اور مجنون سے حد ساقط ہونے کی وجہ سے عورت سے بھی حد ساقط ہوگی کیونکہ وہ تابع ہوتی ہے۔ امام ابو حنیفہ کا مستدل یہ ہے کہ مستامن کا فعل بدزنا ہے اور کافروں کو بھی اس بات کا حکم ہے کہ حرام نہ کریں اور یہی قول صحیح ہے۔ اگر چہ وہ شریعت پر عمل کرنے کے مخاطب زنا نہیں ہیں اور جب کافر عورت نے خود سے زنا کرنے کا اختیار اور موقع دیا تو حد زنا واجب ہونے کی یہی وجہ ہوگی۔ اسی اختلاف کی نظیر یہ ہے کہ اگر کسی مرد کو بادشاہ وقت نے کسی عورت سے زنا کرنے پر مجبور کیا اور وہ عورت اس زنا کے لئے خوش اور راضی تھی تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس عورت کو بھی حد لگائی جائے گی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت پر حد جاری نہ ہوگی۔ (کیونکہ مرد سے اس کی مجبوری کی بناء پر حد ساقط ہوگی اور چونکہ وہی اصل تھا اس لئے کہ تابع عورت سے بھی حد ساقط ہو جائے گی)۔

تشریح...... واذا دخل حربی دارنا بامان فزنی بذمیة او زنی ذمی ...... الخ مطلب ترجمہ سے واضح ہے۔

بچہ یا دیوانہ نے اپنے اوپر اختیار اور موقع دینے والی عورت سے زنا کیا تو حد جاری ہوگی یا نہیں، اقوال فقہاء

قَالَ وَاِذَازَنَی الصَّبِیُّ اَوِ الْمَجْنُوْنُ بِاِمْرَأَةٍ طَاوَعَتْهُ فَلَاحَدَّ عَلَيْهِ وَلَاعَلَيْهَا وَقَالَ زُفَرُوَ الشَّافِعِیُّ يَجِبُ الْحَدُّ عَلَيْهَا وَهُوَرِوَايَةٌ عَنْ اَبِیْ يُوْسُفَ وَاِنْ زَنٰی صَحِيْحٌ بِمَجْنُوْنَةٍ اَوْصَغِيْرَةٍ تُجَامَعُ مِثْلُهَا حُدَّالرَّجُلُ خَاصَّةً وَهٰذَا بِالْاِجْمَاعِ لَهُمَا اَنَّ الْعُذْرَمِنْ جَانِبِهَا لَايُوْجِبُ سُقُوْطَ الْحَدِّمِنْ جَانِبِهٖ فَكَذَاالْعُذْرُمِنْ جَانِبِهٖ وَهٰذَا لِاَنَّ كُلًّامِنْهُمَا مُؤَاخَذٌ بِفِعْلِهٖ وَلَنَا اَنَّ فِعْلَ الزِّنَاءِ يَتَحَقَّقُ مِنْهُ وَاِنَّمَا هِیَ مَحَلُّ الْفِعْلِ وَلِهٰذَايُسَمّٰی هُوَوَاطِئًا وَزَانِيًا وَالْمَرْأَةُ مَوْطُوْءَةٌ وَمَزْنِيًّا بِهَا اِلَّا اَنَّهَا سُمِّيَتْ زَانِيَةً مَجَازًاتَسْمِيَةً لِلْمَفْعُوْلِ بِاسْمِ الْفَاعِلِ كَالرَّاضِيَةِ فِیْ مَعْنَی الْمَرْضِيَّةِ اَوْلِكَوْنِهَا مُسَبَّبَةً بِالتَّمْكِيْنِ فَيَتَعَلَّقُ الْحَدُّفِیْ حَقِّهَا بِالتَّمْكِيْنِ مِنْ قَبِيْحِ الزِّنَاءِ وَهُوَفِعْلُ مَنْ هُوَمُخَاطَبٌ بِالْكَفِّ عَنْهُ وَمُؤْثَمٌ عَلٰی مُبَاشَرَتِهٖ وَفِعْلُ الصَّبِیِّ لَيْسَ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ فَلَايُنَاطُ بِهِ الْحَدُّ

ترجمہ...... اور اگر بچہ یا دیوانہ نے ایسی عورت سے زنا کیا جس نے خود اپنے اوپر ان کو موقع اور اختیار دیا تو ان دونوں پر حد نہیں ہوگی اسی طرح عورت پر بھی نہ ہوگی اور امام زفر اور شافعی رحمۃ اللہ علیہما نے کہا ہے کہ اس عورت پر حد جاری ہوگی۔ یہی ایک روایت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے (۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ واحمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے)۔ اور اگر تندرست مرد نے کسی دیوانی عورت یا ایسی لڑکی سے جو قابل جماع ہو چکی ہو زنا کیا تو فقط مرد پر حد جاری کی جائے گی۔ یعنی اس دیوانی یا اس لڑکی پر حد جاری نہیں ہوگی۔ اور اس بات پر اجماع ہے۔ (ف۔ اس طرح اختلاف صرف اس صورت میں ہوگا جب کہ بالغہ عورت نے بچہ یا دیوانہ سے زنا کرایا تو عورت پر حد لازم آئے گی یا نہیں)۔ ان دونوں یعنی امام زفر و شافعی رحمۃ اللہ علیہما وغیرہما کی دلیل یہ ہے کہ اگر عورت کے حق میں عذر پائے جانے کی وجہ سے اس پر حد لازم نہ ہو تو اس کی وجہ سے مرد سے حد ختم

19. Fiqah-e-Hanafi mein zakat na dene ke liye hila.

Zakat saqit hone ka ek hila yeh hai ke saal poora hone se ek din pehle koi apna maal apne ladke ko hiba kar de. Lekin aisa hila Imam Muhammad ke nazdeek makrooh hai, aur Imam Abu Yusuf ke nazdeek makrooh nahin, kyun ke fatwa Imam Muhammad ke qawl par hai.

Kashf al-Asrar (Urdu tarjuma) wa sharh Durr al-Mukhtar 2/159

Ek shakhs ke paas uski milkiyat ke do sau dirham aise sharaait ke sath maujood hain ke us par zakat wajib o lazim aati hai, aur us ne chaha ke mujh par zakat lazim na aaye, to us ka hila yeh hai ke saal poora hone se ek roz pehle ek dirham sadaqah kar de ta ke saal ke tamam hone par nisab naqis ho jaye.

Ya saal tamam hone se ek roz pehle ek dirham apne farzand-e-saghir ko hiba kar de, ya apne sab diraham apne farzand-e-saghir ko hiba kar de, ya apne baaz diraham apni aulad par taqseem kar de, pas zakat wajib na hogi.

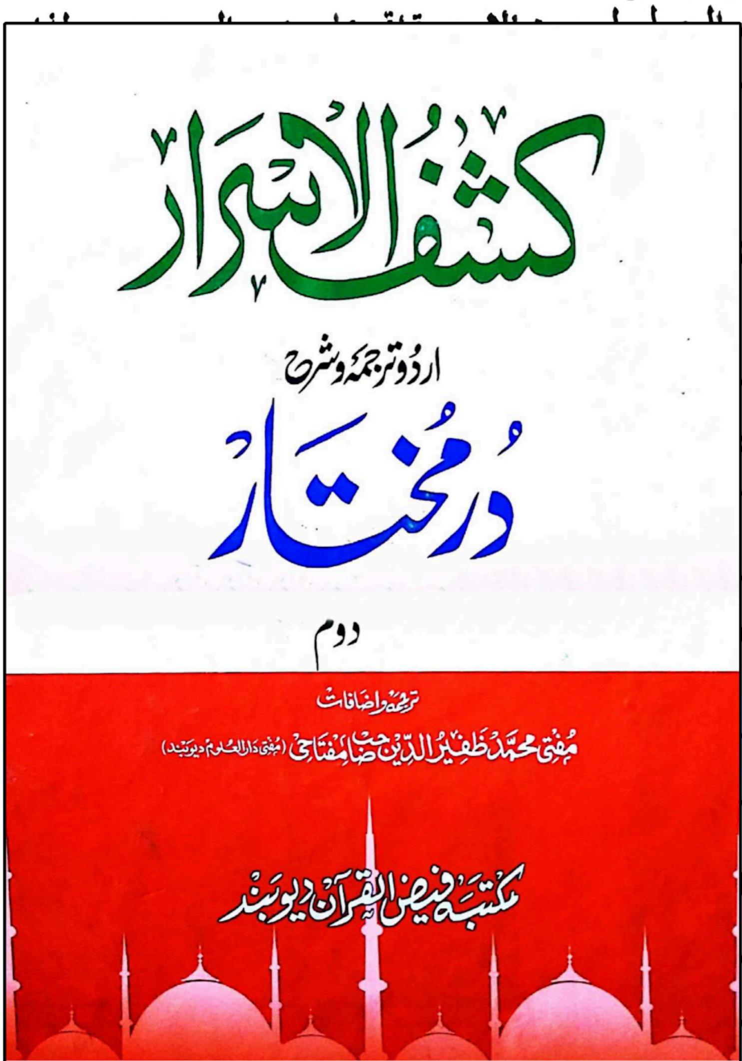
Aur Sheikh Imam Khasaf ne farmaya ke hamare baaz ashab ne isqat-e-zakat ke waste hila karne ko makrooh jana hai aur baaz ne rukhsat di hai. Aur Sheikh Shams

al-A’immah Halwai ne bayan kiya ke jis ne makrooh jana hai woh Imam Muhammad bin al-Hasan hain, aur jis ne ijazat di hai woh Imam Abu Yusuf hain.

Aur Khasaf ne hila-e-isqat-e-zakat zikr kiya aur farmaya ke is se murad yeh hai ke zakat wajib na hone paye, aur yeh murad nahin ke wajib ho kar saqit ho jaye.

Fatawa Alamgiri 10/300 & 301

كانت قبضته مهرا ثم ردت النصف لطلاق قبل الدخول فتزكي الكل لما تقرر ان النقود لا تتعين في العقود والفسوخ وتسقط الزكوة عن موهوب له في نصاب مرجوع فيه مطلقا سواء رجع بقضاء او غيره بعد



لا رجوع بعد هلاكه قيد به لانه لا ز

منها ان يهبه لطفله قبل التمام بيوم.

وصول کردہ مہر کی زکوٰۃ

وہ عورت جس

ہزار پر قبضہ کر

دخول سے پہلے طلاق دیدی، چنانچہ عورت نے نصف

یعنی ایک ہزار کا زکوٰۃ دے گی۔ کیوں کہ یہ بات ثابت

جیسے اقالہ اور خلع وغیرہ میں نقود متعین نہیں ہیں، ا

اب طلاق کے بعد جو اس کو واپس کرنا پڑا، تو یہ ضرور

دوسرے پانچ سو درہم بھی واپس کر سکتی ہے، اس بنیاد

لازم ہو جائے وہ زکوٰۃ کے لیے مانع نہیں ہے۔

ہبہ والی چیز سے زکوٰۃ معاف

جسکے نام

جب ہبہ

لیا ہو، خواہ قاضی کے فیصلہ کے بعد اس نے ایسا کیا یا

حاصل ہوا ہے جو ہبہ کی گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب

یہ جو قید لگائی ہے کہ زکوٰۃ اس کے ذمہ سے س

والے کہ ذمہ تو بالاتفاق زکوٰۃ واجب نہیں کیوں کہ اس کی ملکیت ختم ہو چکی تھی اور یہ صورت زکوٰۃ کے ساقط ہونے کے لیے ایک حیلہ کا درجہ رکھتی ہے۔

سقوط زکوٰۃ کے لیے حیلہ

زکوٰۃ ساقط ہونے کا ایک حیلہ یہ ہے کہ سال پورا ہونے کے ایک دن پہلے کوئی اپنا مال اپنے لڑکے کو ہبہ کر دے، لیکن ایسا حیلہ امام محمدؒ کے نزدیک مکروہ ہے گو امام محمدؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ نہیں، کیوں کہ فتویٰ امام محمدؒ کے قول پر ہے۔

باب العاشر

قيل هذا من تسمية الشئ باسم بعض احواله و لا حاجة اليه بل العشر علم لما ياخذه العاشر

فَقِيهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

۱۰

فتاویٰ عالمگیری

جدید اردو

فقہ حنفی کے احکام و مسائل کا وہ عظیم و مستند ذخیرہ جو ہندوستان کے مشہور مسلمان بادشاہ حضرت عالمگیرؒ نے اپنی نگرانی میں ملک کے مستند علماء کی ایک جماعت کے ذریعہ عربی میں مرتب کرایا تھا اس کا مستند مکمل اردو ترجمہ

مترجم

مولانا سید امیر علی رحمہ اللہ تعالیٰ

مصنف تفسیر مواہب الرحمٰن و عین الہدایہ وغیرہ

تسہیل و عنوانات

مولانا ابو عبیداللہ

خطیب جامع مسجد رحمۃ للعالمین

ڈیفنس روڈ لاہور

مکتبہ رحمانیہ

اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

MAKTABA-E-REHMANIA

ابو یوسفؒ سے مروی ہے الاّ آنکہ امام ابو یوسفؒ نے خشک[۱] ہو جانا شرط نہیں کیا ہے۔ ایک شخص مسجد میں گیا اور تین رکعات نماز فرض ظہر پڑھ چکا تھا کہ اتنے میں موذن نے اقامت کہی اور اس مصلی کو معلوم ہوا کہ ہنوز مسجد میں جماعت کی نماز نہیں ہوئی ہے پس اس نے چاہا کہ میں امام کے ساتھ فرض ادا کروں اور میرے فرض وہی ہوں جو امام کے ساتھ ادا کروں اور یہ بات اس نے مکروہ جانی کہ یہ نماز جس کو پڑھتا ہے یہ بالکل برباد ہو جائے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کرے بلکہ پانچویں رکعت پڑھنے کو کھڑا ہو جائے پس پانچویں و چھٹی دو رکعات پڑھ لے حتیٰ کہ یہ نماز اس کی امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نفل ہو جائے پس اپنی فرض نماز کو امام کے ساتھ ادا کرے یہ شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہے اور اگر چاہا[۲] کہ فریضہ فجر ادا کرنے کے بعد قبل طلوع آفتاب کے بدون کراہت کے سنت فجر پڑھے یعنی مکروہ نہ ہو تو اس کو چاہئے یہ حیلہ کرے کہ پہلے سنت شروع کرے پھر اُس کو فاسد کر کے جماعت نماز فرض میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے پھر جب امام نماز فرض سے فارغ ہو تو اس کو قبل طلوع آفتاب کے پڑھ لے اور مکروہ نہ ہو گی اس واسطے کہ اس کو فاسد کرنے سے وہ اس شخص کے ذمہ قرضہ ہو گئی یعنی اس کا قضا کرنا واجب ہوا اور جس کا قضا کرنا اس کے ذمہ واجب ہو اس کا ایسے وقت قضا کرنا مکروہ نہیں ہے ایسا ہی شیخ امام جلیل ابو بکر محمد بن الفضل سے منقول ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ بات جب ہے کہ اس نے ایسی عادت نہ کر لی ہو بلکہ گاہ گاہ ایسا کرے اور اگر اس نے عادت پکڑ لی تو یہ بھی مکروہ ہے اور بعض متاخرین مشائخ نے فرمایا کہ ایسی حالت میں ایک حیلہ اس سے بہتر ہے کیونکہ اس میلہ مذکورہ میں ایک کار ثواب آخرت شروع کر کے فاسد کرنا پڑتا ہے حالانکہ یہ خود مکروہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ **لا تبطلوا اعمالکم** یعنی اپنے کاموں کو باطل مت کرو پس احسن یہ ہے کہ سنت شروع کرے پھر دوبارہ فرض کے واسطے تکبیر کہے پس اس تکبیر سے سنت سے خارج ہو کر فریضہ نماز کا شروع کرنے والا ہو جائے گا اور عمل کا فاسد کرنے والا بھی نہ ہو گا بلکہ ایک عمل سے دوسرے عمل کی طرف تجاوز کرنے والا ہو گا کذا فی المحیط۔

تیسری فصل ☆

مسائل زکوٰۃ میں

ایک شخص کے پاس اس کی ملک کے دو سو درم ایسے شرائط کے ساتھ موجود ہیں کہ اُس پر زکوٰۃ واجب ولازم آتی ہے اور اُس نے چاہا کہ مجھ پر زکوٰۃ لازم نہ آئے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ سال پورا ہونے سے ایک روز پہلے ایک درم صدقہ کر دے تا کہ سال کے تمام ہونے پر نصاب ناقص ہو یا سال تمام ہونے سے ایک روز پہلے ایک درم اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کر دے یا اپنے سب دراہم اپنے فرزند صغیر

[۱] اقول ظاہر یہی ہے اس واسطے کہ درصورتیکہ خشک ہو جانا شرط ہو تو دھوڈالنا اور یہ دونوں یکساں ہو گئے پس ظاہر امراد خشک ہو جانے سے یہ ہے کہ یہ ریگ وغیرہ اس کو چوس جائے واللہ اعلم ۱۲ منہ [۲] اقول ہمارے زمانہ میں ایسی جزئیات میں اختلاف شدید ہو گیا ہے اور اکثر مسجدوں میں اس کی بابت مناقشات ہوتے ہیں اور باہمی اتفاق والفت جو باعث رحمت الٰہی ہے اور جمعہ و جماعات کے امور توفیقی کے سوائے یہ بھی فائدہ ہے کہ لوگ وقتاً فوقتاً مجتمع ہو کر باہم مستانس و متفق ہوں۔ سو یہاں اس کے برعکس ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ رحم فرماوے بہرحال صورت یہ ہے کہ احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز فجر ہونے کے وقت اور کوئی نماز نہ پڑھنی چاہئے لیکن متاخرین مشائخ نے سنت فجر پڑھ کر جماعت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی اور اگر وہ شخص سنت کو چھوڑ کر فرض میں داخل ہو گیا تو احادیث صحیحہ کے موافق نماز فجر کی ایسی نماز نہیں پڑھ سکتا ہے اور اس مسئلہ میں اجتہادی تقریریں بہت دراز ہیں اور اہل زمانہ کی سستی امور دین میں ظاہر ہے پس اگر اہل فقہ اول قول پر فتویٰ دیتے ہیں اور سنت بالکل ترک ہو جائے تو خلاف فقاہت حالانکہ تبع کو حسب حیثیت یکساں مقلد شمار کرنا تدین میں ہے لہٰذا اگر اللہ پاک توفیق عطا فرمائے تو اہل ایمان و اسلام کو چاہئے کہ اگر بفقہ اتفاق نہیں کرتے ہیں تو ان دونوں حیلوں میں سے کوئی حیلہ اختیار کریں ۱۲

کو ہبہ کر دے یا اپنے بعض دراہم اپنی اولاد پر پھیلائے پس زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور شیخ امام خصافؒ نے فرمایا کہ ہمارے بعض صحاب نے اسقاط زکوٰۃ کے واسطے حیلہ کرنے کو مکروہ جانا ہے اور بعض نے رخصت دی ہے اور شیخ شمس الائمہ حلوائی نے بیان کیا کہ جس نے مکروہ جانا ہے وہ امام محمد بن الحسین (۱) ہیں اور جس نے اجازت دی ہے وہ امام ابو یوسف ہیں اور خصافؒ نے حیلہ اسقاط زکوٰۃ ذکر کیا اور فرمایا (۲) کہ اس سے مراد یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب نہ ہونے پائے اور یہ مراد نہیں ہے کہ واجب ہو کر ساقط ہو جائے۔

قال المترجم ☆

نیز امام ابو یوسفؒ رحمتہ اللہ سے اسقاط نفع وحیلہ دفع ربوا وغیرہ بھی منقول ہیں لیکن حیلہ اسقاط زکوٰۃ میں صدر الشریعۃ وغیرہ مشائخ کبار نے امام ابو یوسفؒ پر تشنیع کی ہے مگر حق یہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ بڑے پایہ کے آدمی ہیں اور مجتہد پر تشنیع کرنا بیکار ہے اگرچہ یہ ضروری نہیں ہے کہ جو بات مجتہد کے خلاف صریح نصوص پائے اس کو خواہ مخواہ اختیار ہی کرے اور تقلید بیجا کو فرض جانے اور اس سے ظاہر ہے کہ جمہور مشائخؒ نے امام محمد کا قول اختیار کیا ہے اور حیلہ دفع زکوٰۃ کو مکروہ جانا ہے اور یہی مختار مترجم عفا اللہ عنہ ہے اگرچہ وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا ہے کہ امام ابو یوسفؒ پر طعن کیا جائے کیونکہ تجویز مجتہد نظر بکمال کوشش واجتہاد صحیح وحق وصدق ہے امید ہے کہ ثواب ملے گا ونظر برین مؤید اس کے وہ حکایت ہے جو افضل علمائے زمانہ خود واکمل عارفان عصر خویش شیخ زین الملۃ والدین ابو بکر نا ئبادی رحمہ اللہ تعالیٰ سے حکایت کی گئی ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالم شافعی مذہب نے سید عالم فخر آدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس شریف میں ابو یوسف رحمہ اللہ پر طعن کیا کہ ابو یوسفؒ نے حیلہ اسقاط زکوٰۃ کو جائز رکھا ہے تو حضرت افضل البشر صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ابو یوسف نے جائز رکھا وہ حق یا صدق ہے ہکذا ذکر القہستانی واللہ اعلم بالجملہ قول امام ابو یوسف مختار نہیں ہے اور ہمارے مشائخ نے امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کا قول اختیار کیا ہے تاکہ فقیروں سے مضرت دور رہے کیونکہ درصورت جواز ایسے حیلہ کے ان کو نقدی یا غیر نقدی کسی مال واسباب کی زکوٰۃ میسر نہ آئے گی اس واسطے کہ جس کے پاس چرائی کے چوپائے ہوں گے وہ سال تمام ہونے سے ایک روز پہلے ان کو ان کی جنس یا غیر جنس کے جانوروں سے بدل لینے سے کچھ بھی عاجز نہ ہوگا۔ پس سال کی تمام میت کا حکم منقطع ہو جائے گا یا اس نصاب کو کسی ایسے آدمی کو ہبہ کر دے گا جس پر اس کا اعتماد ہوگا پھر سال کے دن پورے ہونے کے بعد اپنی ہبہ سے رجوع کر لے گا پس سال کا شمار اسی وقت سے ہوگا جس وقت اس نے رجوع کر کے قبضہ کر لیا ہے اور جتنے ایام پہلے گذرے ہیں ان کا اعتبار نہ رہے گا اسی طرح دوسرے سال بھی کر لے گا کہ جب سال ختم ہونے کو ہوگا تب بھی ایک دو روز پہلے ایسا ہی کرے گا علیٰ ہذا ہر سال ایسا ہی کرے گا پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ فقیروں کو ضرر پہنچے اور شیخ امام شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ امام محمدؒ نے کتاب الایمان میں دو مسائل ذکر کئے ہیں اور دونوں میں حیلہ کی راہ بتائی ہے باوجود آنکہ دونوں میں حیلہ سے حق شرع ساقط ہوتا ہے ایک یہ ہے کہ ایک شخص پر کفارہ قسم عائد ہوا اور اس کے پاس ایک خادم ہے تو اس کو روا نہیں ہے کہ روزے رکھ کر قسم کا کفارہ ادا کرے پھر فرمایا کہ اور اگر اُس نے خادم کو فروخت کیا یا ہبہ کر دیا پھر کفارہ کے روزے رکھے پھر بیع کا اقالہ کر لیا یا ہبہ سے رجوع کر لیا تو روزے سے اس کا کفارہ ادا ہو گیا اور خادم اس کی ملک میں باقی رہا پس امام محمدؒ نے وجہ حیلہ کی راہ بتائی دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص پر قسم کا کفارہ ہے اور اس کے پاس اس قدر اناج ہے کہ جس سے کفارہ پورا دے سکتا ہے اور اُس پر قرضہ بھی ہے تو اس کو کفارہ قسم روزے رکھ کر ادا کرنا جائز نہیں ہے اس واسطے کہ یہ مستحیل کہ اس کے پاس طعام موجود ہو اور وہ کفارہ کے واسطے روزے رکھے

(۱) اور مراد امام محمدؒ کی لفظ مکروہ سے حرام ہے اور یہی قول اصوب ہے اور جماہیر علمائے اسلام وایمان کے موافق ہے ۱۲ منہ

(۲) یہ نیت خود محل تامل ہے اور واجب ہو کر ساقط ہو جانے کے واسطے سود مند حیلہ کیا جا سکتا ہے ۱۲ منہ

20. Hanafi mazhab mein chor ka haath kata na jayega.

Azad bachche ko churanay wale par haath kaatne ki saza nahin hai, agarche us bachche par zevar hi kyun na ho.

Al-Hidayah 4/166

Fiqh ke naam par Hanafiyon ne sood, zina, sharab, chori, badkari, liwatat sab haram o najaiz kaam ko halal o jaiz kiya hai, astaghfirullah.

الهداية

شرح

بداية المبتدي

للامام برهان الدين أبي الحسن علي بن أبي بكر المرغيناني

رحمه الله تعالى المتوفى ٥٩٣هـ

مع

شرح العلامة عبد الحي اللكنوي

رحمه الله تعالى المتوفى ١٣٠٣هـ

٤

اعتنى باخراجه وتنسيقه وتخريج احاديثه من نصب الراية والدراية

نعيم اشرف نور احمد

من منشورات
إدارة القرآن والعلوم الإسلامية
٤٣٧ - دى ٥ گاردن ايست ٥ كراتشى ٥ باكستان

فلا يثبت شبهة إباحة الكسر . وعن أبي يوسف أنه إن كان الصليب في المصلى[(١)] لا يقطع لعدم الحرز ، وإن كان في بيت آخر يقطع لكمال المالية والحرز . ولا قطع على سارق الصبي الحر ، وإن كان عليه حلي[(٢)] ؛ لأن الحر ليس بمال ، وما عليه من الحَلْي تبع له[(٣)] ، ولأنه يتأوّل في أخذه الصبيَ إسكاته[(٤)] ، أو حملَه إلى مرضعته .

وقال أبو يوسف : يقطع إذا كان عليه حلي هو نصاب ؛ لأنه يجب القطع بسرقته وحده ، فكذا مع غيره[(٥)] ، وعلى هذا[(٦)] إذا سرق إناء فضةٍ فيه نبيذ ، أو ثريد[(٧)] ، والخلاف في صبي لا يمشي ، ولا يتكلم كي لا يكون في يد نفسه[(٨)] . ولا قطع في سرقة العبد الكبير ؛ لأنه غصب أو خداع[(٩)] ، ويقطع في سرقة العبد الصغير ؛ لتحققها[(١٠)] بحدها إلا[(١١)] إذا كان[(١٢)] يعبّر

---

(١) أي في موضع صلاة النصارى. (ب)

(٢) قوله: "وإن كان عليه حلي" بفتح الحاء وكسر اللام على وزن ظبي هو كل ما ليس من ذهب، أو فضة، أو جوهر، وجمعه حلي بضم الحاء وكسر اللام وتشديد الياء، ويجوز كسر الحاء أيضًا. (بناية)

(٣) قوله: "تبع له" لا يقال: يجوز أن يكون مقصوده هو الحلي، فلا يكون تابعا؛ لأنا نقول: لو كان كذلك لأخذ الحلي وترك الصبي. (ع)

(٤) بأن رآه يبكي. (ب)

(٥) قوله: "فكذا مع غيره" ومعناه سرق ما يجب فيه القطع وما لا يجب، وضم ما لا يجب فيه القطع إلى ما يجب فيه لا يسقط القطع. (ع)

(٦) قوله: "وعلى هذا [أي الخلاف المذكور]" فعند أبي يوسف: يقطع إذا بلغ نصابا، وبه قال الشافعي وأحمد، وعند أبي حنيفة ومحمد: لا يقطع؛ لأن الإناء تبع للمظروف، وهو المقصود بالأخذ. (بناية)

(٧) بالثاء المثلثة. (ب)

(٨) قوله: "كي لا يكون في يد نفسه" حتّى لو كان يتكلم ويمشي لا يقطع سارقه إجماعًا؛ لأنه في يد نفسه، كذا في "المحيط". (بناية)

(٩) قوله: "أو خداع" بأن يقول له: أعمل معك كذا وكذا، فانخدع لذلك. (بناية)

(١٠) أي لتحقق السرقة بحدّها.

(١١) استثناء من قوله: يقطع في سرقة الصغير.

21. Hanfi Sahaba ke gustakh –

Aur jahan tak Salman Farsi r.a. ka ta‘alluq hai to agarche woh sohbat (sahabiyat) ke i‘tibar se Abu Hanifah se afzal hain, lekin ilm, ijtihad, deen ki isha‘at aur us ke ahkam ki tadwin mein woh Abu Hanifah ki tarah na the.

Radd al-Muhtar al-muqaddimah 1/150

ردّ المحتار

على

الدرّ المختار شرح تنوير الأبصار

لخاتمة المحققين
محمد أمين الشهير بابن عابدين

مع تكملة ابن عابدين لنجل المؤلف

دراسة وتحقيق وتعليق
الشيخ عادل أحمد عبد الموجود
الشيخ علي محمد معوض

قدّم له وقرّظه
الأستاذ الدكتور محمد بكر إسماعيل
كلية الدراسات - جامعة الأزهر

الجزء الأول

المحتوى

كتاب الطهارة

دار عالم الكتب
للطباعة والنشر والتوزيع
الرياض

وصنف غيره أكثر من ذلك.

والحاصل أن أبا حنيفة النعمان من أعظم معجزات المصطفى بعد القرآن، وحسبك من مناقبه اشتهار مذهبه، ما قال

أن يعظموا كل من مدحه إمامهم لأن إمام المذهب إذا مدح عالماً وجب على جميع أتباعه أن يمدحوه تقليداً لإمامهم، وأن ينزّهوه عن القول في دين الله بالرأي، وقال أيضاً: لو أنصف المقلدون للإمام مالك والشافعي لم يضعف أحد منهم قولاً من أقوال أبي حنيفة بعد أن سمعوا مدح أئمتهم له، ولو لم يكن من التنويه برفعة مقامه إلا كون الإمام الشافعي رضي الله تعالى عنه ترك القنوت في الصبح لما صلى عند قبره لكان فيه كفاية في لزوم أدب مقلديه معه اهـ. قوله: (**وصنف غيره**) كالإمام الطحاوي والحافظ الذهبي والكردري وغيرهم ممن قدمناهم. قوله: (**من أعظم معجزات الخ**) لأنه ﷺ قد أخبر به قبل وجوده بالأحاديث الصحيحة التي قدمناها، فإنها محمولة عليه بلا شك كما قدمناه عن الشامي صاحب السيرة وشيخه السيوطي، كما حمل حديث «لا تسبوا قريشاً فإن عالمها يملأ الأرض علماً»(١) على الإمام الشافعي، لكن حمله بعضهم على ابن عباس رضي الله تعالى عنه، وهو حقيق بذلك، فإنه حبر الأمة وترجمان القرآن، وكما حمل حديث «يُوشِكُ أَنْ يَضرِبَ النَّاسُ أَكبادَ الإبل يَطْلبُونَ العِلْم فَلا يجِدُونَ أَعْلَمَ مِنْ عالِمِ ٱلْمَدِينة»(٢) على الإمام مالك، لكنه محتمل لغيره من علماء المدينة المنفردين في زمنهم، بخلاف تلك الأحاديث فإنها ليس لها محمل إلا أبو حنيفة وأصحابه كما أفاده ط.

وأما سلمان الفارسي رضي الله تعالى عنه فهو وإن كان أفضل من أبي حنيفة من حيث الصحبة، فلم يكن في العلم والاجتهاد ونشر الدين وتدوين أحكامه كأبي حنيفة، وقد يوجد في المفضول ما لا يوجد في الفاضل، وسمي ذلك معجزة بناء على أن المراد بالتحدي في تعريف المعجزة هو دعوى الرسالة، وهو قول المحققين كما في المواهب. وقيل: المراد به طلب المعارضة والمقابلة، وعليه فذلك كرامة لا معجزة، فافهم. قوله: (**بعد القرآن**) متعلق بأعظم: أي لأنه أعظم المعجزات على الإطلاق، لأنه معجزة مستمرة دائمة الإعجاز وقيد بذلك، وإن عبر بمن التبعيضية لئلا يتوهم مساواة هذه المعجزة لتلك، فإن المشاركة في الأعظمية تصدق بالمساواة، فتدبر. قوله: (**اشتهار مذهبه**) أي في عامة بلاد الإسلام، بل في كثير من الأقاليم والبلاد لا يعرف إلا مذهبه؛ كبلاد الروم والهند والسند وما وراء النهر وسمرقند.

---

(١) أخرجه أبو نعيم في الحلية ٦/ ٢٩٥، ٩/ ٦٥ والخطيب في التاريخ ٢/ ٦.

(٢) أخرجه أحمد ٢/ ٢٩٩ والترمذي ٥/ ٤٧(٢٦٨٠) وقال حديث حسن والحاكم ١/ ٩٠ وصححه وأقره الذهبي.

22. Bachcha harami nahin karamaati samjha jayega.

Mard maghrib mein aur aurat mashriq mein ho aur nikah ho gaya to sahih hai, aur aulad ka nasab qata‘-e-masafat ba-tariq-e-karamat samjha jayega.

Al-Durr al-Mukhtar al-mausoom bi Ghayat al-Aqtar 2/20

باسمہٖ تعالیٰ

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اہلِ علم و دانش سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

الحمدللہ والمنۃ مسلک امام اعظم ابوحنیفہ اور فتاویٰ حنفیہ پر مشتمل

اردو ترجمہ

دُرِّ المُختار

الموسوم بہ

غایۃ الاوطار

جلد دوم

مترجمہ مولانا خرم علی و مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی رحمہما اللہ تعالےٰ

دُرّ المختار اور اس کی مبسوط شرح فتاویٰ شامی یعنی ردّ المحتار کا مکمل اردو ترجمہ علماء کی ضروری تشریحات و توضیحات پر مشتمل خزینہ اور علماء کرام، مفتیانِ عظام اور خواص و عوام کیلئے ایک قیمتی سرمایہ

☆

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل
پاکستان چوک
کراچی

یعنی جب عورت کو طلاق رجعی یا بائن دی تو جب تک عدت نہ ہوچکے تو اس کی بہن یا خالہ یا پھوپھی سے نکاح کرنا درست نہیں، وحرم الجمع وطئًا بملک یمینٍ اور حرام ہے جمع کرنا محارم کا وطی میں بواسطے ملک یمین کے یعنی جب لونڈی تصرف میں آئی تو اس کی بہن یا خالہ یا پھوپھی کو ساتھ تصرف میں نہ لائے بَیْنَ امْرَأتَیْنِ اَیَّتُہُمَا فُرِضَتْ ذَکَرًا لَمْ تَحِلَّ لَہُ الْاُخْرٰی ابدًا یعنی نکاح اور عدت اور وطی ملک یمین سے جمع کرنا ان دو عورتوں میں حرام ہے کہ ان دو میں سے جس کو مرد فرض کیجیے تو نہ حلال ہو اس کو دوسری کبھی جیسے عورت اور اس کی عمہ سو اگر عورت کو مرد فرض کیجیے تو عمہ کے ساتھ نکاح حلال نہ ہوگا، اور عمہ کو اگر مرد فرض کیجیے تو بھتیجی سے نکاح درست نہ ہوگا اور اسی طرح خالہ اور بھانجی کا حال ہے، لحدیث مسلم لاتنکح المرأۃ علی عمتہا وہو مشہور یصلح مخصصًا للکتاب، جمع کرنا دو عورتوں کا بسبب حدیث صحیح مسلم کے حرام ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح نہ کیا جاوے عورت کا اس کی عمہ پر اور حدیث صحیح مسلم کی مشہور حدیث ہے صلاحیت رکھتی ہے کہ قرآن کی مخصص ہوجاوے، یعنی ہرچند قرآن مجید میں سوائے جمع بین الاختین کے بھتیجی اور عمہ کا جمع کرنا نہیں منع ہے بلکہ عموم اُحِلَّ لکم ماوراء ذلکم[۵] سے حلت معلوم ہوتی ہے لیکن عموم آیت کا حدیث مسلم سے مخصوص ہوگیا، اس واسطے کہ اصول فقہ میں ثابت ہوچکا ہے کہ عموم آیت کا حدیث مشہور سے تخصیص قبول کرلیتا ہے، تیسیر الاصول میں صحاح ستہ سے ابو ہریرہ رضی کی روایت موجود ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ نکاح کیا جاوے عورت کا اس کی عمہ پر اور عورت کا اس کی خالہ پر، جمع بین المحارم اس واسطے حرام ہوا کہ اس میں قطع رحم ہوتا ہے، چنانچہ طبرانی میں اسی مضمون کی حدیث موجود ہے، کذا فی حاشیۃ المدنی، فَجَازَ الْجَمْعُ بَیْنَ امْرَأَۃٍ وَبِنْتِ زَوْجِہَا او امرأۃ ابنہا وامتہ ثم سیدتہا لانہ لو فرضت المرأۃ او امرأۃ الابن او السیدۃ ذکرًا لم یحرم بخلاف عکسہ، تو جائز ہے جمع کرنا عورت میں اور اس کے شوہر کی بیٹی میں اور جائز ہے جمع عورت میں اور اس کے بیٹے کی جورو میں اور جائز ہے جمع کرنا لونڈی میں، پھر اس کے مالک کی بی بی میں، اس واسطے کہ اگر عورت کو اور بیٹے کی جورو کو اور بی بی کو مرد فرض کیجیے تو دوسری حرام نہیں ہوتی اور اس کے برخلاف میں حرمت ہے یعنی جمع کرنا ان دو عورتوں کا حرام ہے جن کے مرد فرض کرنے سے دونوں طرف سے حرمت ہو اور تینوں صورتوں میں ایک طرف سے حرمت ہے دوسری طرف سے نہیں، اس واسطے جمع کرنا جائز ہوا، مثلاً پہلی صورت میں اگر عورت کو مرد فرض کیجیے تو اس عورت کے شوہر کی بیٹی اس پر حرام نہیں اور اگر شوہر کے بیٹے کو مرد فرض کیجیے تو البتہ اس پر عورت حرام ہوگی اور دوسری صورت میں اگر بیٹے کی جورو کو مرد فرض کیجیے تو عورت اس پر حرام نہیں، اور اگر عورت کو مرد کیجیے تو البتہ بہو حرام ہوگی، اور تیسری صورت میں اگر بی بی کو مرد قرار دیجیے تو لونڈی حرام نہیں اور اگر لونڈی کو مرد ٹھہرائیے تو البتہ بی بی حرام ہوگی فَاِنْ تَزَوَّجَ بنکاح صحیح اُخْتَ اَمَتِہٖ قَدْ وَطِیَہَا صَحَّ النکاح لٰکِنْ لَایَطَأُ وَاحِدَۃً منہما حَتّٰی یُحَرِّمَ حل الاستمتاع اَحَدُہُمَا عَلَیْہِ بِسَبَبٍ ما۔ پھر اگر صحیح نکاح کیا لونڈی کی بہن سے جس لونڈی کو صحبت میں لا چکا ہے تو نکاح اس کی بہن کا صحیح ہوگا لیکن دونوں میں سے کسی کو تصرف میں نہ لاوے جب تک ایک کی حلت جماع کو اپنے اوپر کسی سبب سے حرام نہ کرے، اگر منکوحہ کو رکھنا منظور ہو تو لونڈی کی صحبت سے پرہیز کرے اور اگر لونڈی کو رکھنا چاہے تو منکوحہ کو چھوڑ دے، لان للعقد حکم الوطی حتی لو نکح مشرقی مغربیۃ یثبت نسب اولادہا منہ لثبوت الوطی حکمًا، لونڈی یا اس کی منکوحہ بہن کا حرام کرنا اس واسطے ضرور ہوا کہ نکاح جماع کے حکم میں ہے، یہاں تک کہ اگر نکاح کیا مرد مشرقی نے عورت مغربیہ سے اس طرح کہ اس کے ولی نے مشرق میں نکاح کر دیا تو ثابت ہوگا اس عورت کی اولاد کا نسب مشرقی مرد سے واسطے ثابت ہونے جماع حکمی کے بسبب نکاح ہونے کے اس واسطے کہ قطع مسافت بطریق کرامت یا بواسطہ اعمال علویہ کے ممکن ہے، ولو لم یکن وطی الامۃ لہ وطی المنکوحۃ، اور اگر لونڈی سے جماع نہ کیا ہو تو مرد کو جائز ہے کہ اس کی منکوحہ بہن سے جماع کرے اس واسطے کہ مملوک ہونا وطی کے حکم میں نہیں، ودواعی الوطی کالوطی ابن کمال، اور وطی کے

[۵] حلال کی گئی تمہارے لیے سوا ان کے ۱۲

23. Abu Yusuf ki khidmat Khalifah Harun al-Rashid ke liye.

Abu Yusuf ne ek qism ki anguri sharab Khalifah Harun al-Rashid ke waste tayyar ki thi. Us sharab ko “Aba Yusufi” kehte the.

Al-Durr al-Mukhtar al-mausoom bi Ghayat al-Aqtar 4/290

باسمہ تعالیٰ

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

اہلِ علم و دانش سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

الحمد للہ والمنۃ مسلک امام اعظم ابو حنیفہ اور فتاوی حنفیہ پر مشتمل

اردو ترجمہ

درّ المختار

الموسوم بہ

غایۃ الاوطار

جلد چہارم

مترجمہ مولانا خرم علی و مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی رحمہما اللہ تعالیٰ

دُرّ المختار اور اس کی مبسوط شرح فتاوی شامی یعنی ردّ المحتار کا مکمل اردو ترجمہ علماء کی ضروری تشریحات و توضیحات پر مشتمل خزینہ اور علمائے کرام، مفتیانِ عظام اور خواص و عوام کیلئے ایک قیمتی سرمایہ

☆

ناشر

سعید ایچ ایم کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

کتاب الاشربۃ

یہ کتاب ہے اشربہ یعنی شرابوں کے احکام میں م اشربہ محرمہ کے حرام ہونے کی خوبیاں ظاہر ہیں اس لیے کہ مزیل عقل ہیں اور عقل اشرف الاشیاء ہے جس سے آدمی ممتاز ہے حیوانات سے اور اسی سے خطاب شرع متعلق ہے لیکن خمر اگلی امتوں پر مباح تھی ان کی طول اعمار اور جسامت ابدان کے سبب سے تو بہ سبب اپنی قوت کے آفت شراب کے متحمل تھے اور ان پر مستی غالب ہوتی تھی تو اس کی اباحت میں ان کے واسطے صلاح تھی کثرت منافع کے سبب سے اور یہ امت تو کم عمر ضعیف البدن ہے تو ان پر مستی غالب ہو جاتی ہے شراب قلیل سے بھی اس لیے کہ ان کے حق میں یہی صلاح تھی کہ خمر بالکل قلیل یا کثیر ان پر حرام ہو اور ابتدائے اسلام میں اس واسطے مباح ہوئی تھی تا فساد خمر کو معائنہ کر لیں پھر جب حرام ہوئی تو معلوم ہو گیا کہ یہی دین حق ہے یہ چیز حرام ہونے کے لائق تھی کذا فی العینی طحطاوی نے کہا کہ مستی اور نشہ سب دینوں میں حرام تھا اور خمر کا تھوڑا بھی پینا امت محمدی پر حرام ہوا ان کی تعظیم اور تکریم کے واسطے تا امر قبیح میں واقع نہ ہوں کیونکہ یہ امت مشہور بالخیر ہے ہی جمع شراب والشراب لغۃ کل مائع یشرب واصطلاحا مایسکر اشربہ جمع ہے شراب کی اور شراب لغت عرب میں عبارت ہے ہر چیز رقیق سائل سے جو پی جائے چنانچہ پانی اور شربت اور عرق خواہ حلال ہو یا حرام نشہ کرے یا نہ کرے اور اصطلاح شرع میں شراب وہ ہے جو نشہ کرے مست اور بیہوش کر دے م عرف ہندوستان میں شراب اس کو کہتے ہیں جو دیگ میں ڈال کر بطور عرق کے کشید ہو اور نشہ کرے خواہ انگور کا عرق ہو خواہ اور پھل کا خواہ گڑ کا والمحرم منہا اربعۃ انواع اور شرابوں میں سے چار قسم کی شرابیں حرام ہیں یعنی خمر اور طلا اور سکر اور نقیع زبیب چنانچہ تفصیل اس کی آگے معلوم ہوگی م اصول اشربہ چار چیزیں ہیں ایک تو ثمار یعنی پھل مثل انگور اور کھجور اور مویز یعنی انگور خشک جس کو اہل ہند منقی کہتے ہیں دوسرے حبوب جیسے گیہوں اور جو اور جوار تیسرے شیریں چیزیں چنانچہ شکر اور گڑ اور شہد چوتھے البان یعنی اونٹ کا دودھ اور گھوڑے کا دودھ سو انگور سے پانچ یا چھ شرابیں بنتی ہیں یعنی خمر اور باذق اور منصف اور مثلث اور بختج یعنی پختہ اور منقی سے دو شرابیں بنتی ہیں یعنی نقیع اور نبیذ اور کھجور سے تین شرابیں بنتی ہیں یعنی سکر بفتحتین اور فضیخ اور نبیذ اور حبوب اور فواکہ اور شہد وغیرہ سے ایک ہی چیز ہوتی ہے اگرچہ نام اس کے چند قسم کے ہیں تو یہ گیارہ یا زیادہ نام ہوئے سو اشربہ انگوری کی تفصیل یہ ہے کہ جب انگور کا عرق نچوڑا گیا تو اس کو عصیر کہتے ہیں جب تک وہ شیریں ہے پھر جب وہ جوش کھا کر جھاگ لایا اور کڑوا ہو گیا اس کا نام خمر ہے اور جب کھٹا ہو گیا تو وہ سرکہ انگوری ہے اور اگر انگور کے عرق کو تھوڑا آگ پر پکایا کہ نصف سے کم جلا پھر وہ جوش کھا کر جھاگ لایا تو اس کا نام باذق ہے اور اگر یہاں تک پکایا کہ نصف باقی رہا تو وہ منصف ہے اور اگر اتنا پکایا کہ دو تہائی جل گیا تو اس کا نام مثلث ہے اور مثلث کو جب پانی ڈال کر پتلا کیا پھر اس کو پکایا تو اس کا نام پختہ ہے اور اس کو یعقوبی اور ابا یوسفی بھی کہتے ہیں اس لیے کہ ابو یوسفؒ نے ہارون الرشید کے واسطے اس کو مرتب کیا تھا اور جمہوری اور حمیدی بھی اس کو بولتے ہیں اور منقی سے نقیع اور نبیذ بناتے ہیں نقیع یہ کہ منقی کو پانی میں چند روز رکھا یہاں تک کہ پانی شیریں ہو گیا اور نبیذ یہ کہ منقے کا پانی تھوڑا پکایا گیا اور کھجور سے سکر اور فضیخ اور نبیذ بناتے ہیں سکر کچا پانی ہے تمر پختہ کا اور فضیخ کچا پانی ہے گدر کھجور کا اور نبیذ پختہ یا گدر کھجور کا پانی ہے جو تھوڑا سا پکایا گیا کذا فی العینی و قاضی خاں ملتقطا الاول الخمر وہی النی بکسر النون فتشدید الیاء من ماء العنب اذا غلی واشتد وقذف ای رمی بالزبد ای الرغوۃ چار حرام شرابوں سے پہلی شراب خمر ہے اور خمر کچا پانی ہے انگور کا جب کہ وہ جوش کھائے

؎ جسیاندہ انگور خشک ۱۲ ؎۲ بعجمہ ہا بروزن امیر شراب بخوردہ خام ۱۲

24. Hanfiyo ke yahan ma‘shuq ka thook nigalne se roza tootne par kaffarah hoga aur ghair ka thook nigalne se kaffarah nahin hoga.

Mas’ala: Agar koi shakhs sa’im (rozedar) apne ma‘shuq ka thook nigal jaye to roza todne ka kaffarah ada kare. Aur agar mahboob ka thook na ho balke kisi ghair ka ho to kaffarah nahin hoga.

Fatawa Alamgiri 10/367

فَقِيهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

۱۰

فتاویٰ عالمگیری

جدید اردو

فقہ حنفی کے احکام و مسائل کا وہ عظیم و مستند ذخیرہ جو ہندوستان کے مشہور مسلمان بادشاہ حضرت عالمگیرؒ نے اپنی نگرانی میں ملک کے مستند علماء کی ایک جماعت کے ذریعہ عربی میں مرتب کرایا تھا اس کا مستند مکمل اردو ترجمہ

مترجم
مولانا سید امیر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ
مصنف تفسیر مواہب الرحمٰن و عین الہدایہ وغیرہ

تسہیل و عنوانات
مولانا ابو عبید اللہ
خطیب جامع مسجد رحمۃ للعلمین
ڈیفنس روڈ لاہور

مکتبہ رحمانیہ
MAKTABA-E-REHMANIA
اقراء سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

بایں طور کہ اس کو یہ یقین ذبح کی ہوئی بکری دستیاب ہوتی ہو اور اگر حالت ضروری ہو تو تحری کر کے کھائے (۱) خواہ ذبح کی ہوئی زیادہ ہوں یا دونوں برابر ہوں یا مردار زیادہ ہوں یہ کافی میں ہے۔ مسئلہ گیلا نجس کپڑا ایک سوکھے پاک کپڑے میں لپیٹا گیا کہ اس کی تری اس پاک کپڑے میں ظاہر ہوئی لیکن ایسی نہیں ہے کہ اگر اس کو نچوڑا جائے تو نچڑے تو پاک کپڑا نجس نہ ہوگا۔ مسئلہ ایک سری بکری کی خون میں لتھڑی ہوئی ہے کہ وہ آگ میں ڈال دی گئی یہاں تک کہ اس کا خون جل کر جاتا رہا پھر اس سے شوربا پکایا گیا تو جائز ہے اور جلا دینا مشکل دھوڈالنے کے ہے۔ مسئلہ سلطان نے مالک زمین کو خراج زمین دے دیا یعنی معاف کر دیا تو جائز ہے اور اگر عشر اراضی اسی کا کر دیا تو نہیں جائز ہے یہ کنز میں ہے اور یہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ خراج و عشر دونوں صورتوں میں جائز نہیں ہے مگر فتویٰ امام ابو یوسفؒ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے۔ مسئلہ خراج گذار لوگ اگر زراعت اراضی و ادائے اخراج سے عاجز ہوئے تو امام المسلمین اس اراضی کو دوسروں کو اجرت پر دے دے گا یعنی جو لوگ زراعت کرنے پر قادر نہیں ان کی قراضی اجارہ پر دے دے گا اور اُس کی اجرت سے اپنا خراج وصول کر لے گا پھر اگر اجرت میں سے کچھ باقی بچا تو وہ مالکان اراضی کو دے دے گا اور اگر امام نے اس اراضی کا اجارہ پر لینے والا کوئی شخص نہ پایا تو اس اراضی کو ایسے خریدار کے ہاتھ فروخت کر دے گا جو زراعت کرنے پر قادر ہے پھر جب فروخت کر دیا تو پچھلا خراج اس کے ثمن سے وصول کر لے گا اگر پچھلا خراج باقی ہو اور جو کچھ بچے وہ مالکان اراضی کو دے دے گا۔ پھر مشائخ نے فرمایا کہ یہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا قول ہے اس واسطے کہ صاحبین کے نزدیک قاضی کو اختیار ہے کہ مدیوں کا مال بعوض قرضہ و نفقہ کے فروخت کر دے اور امام اعظمؒ کے نزدیک ایسا اختیار نہیں ہے پس قاضی اس کو فروخت نہ کرے گا بلکہ مالکان اراضی کو حکم دے گا کہ وہ خود اس کو فروخت کریں اور بعض نے فرمایا کہ یہ بالاتفاق سب کا قول ہے یہ تبیین میں لکھا ہے۔

مسئلہ اگر روزہ رکھنے میں قضائے رمضان کی نیت کی اور وہ دن کا تعین نہ کیا تو صحیح ہے اگرچہ دو رمضانوں[۱] سے ہو جیسے قضائے نماز صحیح ہے اگرچہ اس نے قضائے اوّل یا آخر نماز یا آخر نماز جو اس پر ہے نیت نہ کی ہو یہ کنز میں لکھا ہے اور یہی قول مشائخ کا ہے اور اصح یہ ہے کہ ایک ہی رمضان سے صحیح ہوگا اور دو رمضان سے صحیح (۲) نہ ہوگا تاوقتیکہ وہ نیت میں اس طرح تعین نہ کرے کہ یہ فلاں سنہ کے رمضان کا ہے اسی طرح نماز میں بھی مطلقاً قضائے نماز کی نیت سے جائز نہ ہوگی تاوقتیکہ نماز کی اور دن کی تعین نہ کرے بایں طور کہ نماز ظہر روز چہارشنبہ مثلاً اور اگر اس نے اس طرح نیت کی ہے کہ یہ قضا اُس ظہر کی ہے جو سب سے اوّل اس سے قضا ہو کر اس پر واجب رہی ہے یا سب سے آخر قضا ہو کر اس کی قضا اس پر واجب ہے تو یہ جائز ہوگی یہ تبیین میں ہے۔ مسئلہ روزہ دار کے منہ میں بہت سے آنسو بھرے ہوئے یہاں تک کہ اس نے ان کی نمکینی کا مزہ زبان پر پایا پھر وہ ان کو نگل گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر تھوڑے آنسو ہیں جیسی قطرہ دو قطرہ تو فاسد نہ ہوگا۔ مسئلہ اگر کوئی شخص صائم اپنے معشوق کا تھوک نگل گیا تو روزہ توڑنے کا کفارہ ادا کرے اور اگر محبوب کا تھوک نہ ہو کسی غیر کا ہو تو کفارہ نہ ہوگا۔ مسئلہ بعض حاجی اگر حج میں قتل کئے گئے تو ایسے شخص کے لیے جس پر حج فرض ہوا ہے ترک کرنے کا یہ عذر ہے۔ مسئلہ اگر مادۂ خر فروخت کی تو بیع میں اس کا بچہ داخل نہ ہوگا۔ مسئلہ جس عقار میں تنازع ہے وہ قابض کے قبضہ سے نہ نکالا جائے گا جب تک کہ مدعی گواہ پیش نہ کرے۔ مسئلہ جو عقار جس قاضی کی ولایت میں نہیں ہے اس کی بابت اس قاضی کا حکم قضاء صحیح نہ ہوگا۔ مسئلہ اگر قاضی نے کسی مقدمہ میں بگواہی گواہان حکم دیا پھر فرمایا کہ میں نے اپنے حکم سے رجوع کیا یا

---

[۱] یعنی ایک شخص پر دو سال کے رمضانوں کی قضا ہے پس اُس نے مطلقاً قضائے رمضان کی نیت کی کسی سال کے رمضان کی تعیین نہ کی تو بھی روزہ قضائے رمضان کا ہو جائے گا ۱۲ منہ (۱) یعنی اگر اس کی تحری میں وہ مذبوحہ معلوم ہو تو کھائے ۱۲ منہ (۲) یعنی اگر ایک ہی رمضان کی قضا اُس پر ہے تو مطلق قضائے رمضان کی نیت سے روزہ قضائے رمضان ہوگا ۱۲ منہ

25. Hanafi “dubur” ke keede ki karamat

AChha yaar Hanafiyon, ek baat batao:
Fiqh-e-Hanafi mein wuzu ke masa’il par likha hai:

1. Agar dubur (gaand) mein se koi keera nikal aaye to wuzu toot jata hai.

2. Agar wohi keera khud se andar chala jaye to toota hua wuzu phir se jur jata hai.

3. Agar us keere ko zabardasti andar dakhil kare to wuzu toot jata hai.

4. Aur agar us keere ka kuch hissa nikla aur phir woh andar ghus gaya to naqis wuzu nahin hota.

Al-Durr al-Mukhtar al-mausoom bi Ghayat al-Aqtar 1/84

باسمہ تعالیٰ

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اہلِ علم و دانش سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

الحمد للہ والمنۃ مسلک امام اعظم ابوحنیفہ اور فتاویٰ حنفیہ پر مشتمل

اُردو ترجمہ

دُرُّ المختار

الموسوم بہ

غایۃ الاوطار

جلد اوّل

مترجمہ مولانا خرم علی و مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی رحمہما اللہ تعالےٰ

دُرّ المختار اور اس کی مبسوط شرح فتاویٰ شامی یعنی ردّ المحتار کا مکمل اردو ترجمہ علماء کی ضروری تشریحات و توضیحات پر مشتمل خزینہ اور علمائے کرام، مفتیانِ عظام اور خواص و عوام کیلئے ایک قیمتی سرمایہ

☆

ناشر

سعید ایچ ایم کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

١٤٠٦ھ

کو معلوم نہیں کہ وہ پانی ہے یا پیشاب ہے تو وہ وضوء کا اعادہ کرے اور اگر نماز کے اندر یہی بات حاصل ہوئی اور شیطان اس کا بہت وسوسہ ڈالے اور اُس کو نجاست کا یقین نہیں ہے تو وہ نماز پڑھتا رہے اور اس کا دھیان نہ کرے جب تک اُس کے پیشاب ہونے کا یقین حاصل نہ ہو اور جو مبتلا ہو ایسے وسواس کا اُس کو چاہیے کہ وہ اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑک لے تاکہ اگر تراوت نظر آوے تو اُس کو پانی جانے نہ پیشاب کذا فی الخانیہ باسوری خرج دبرہ ان ادخلہ بیدہ انتقض وضوءہ وان دخل بنفسہ لا بواسیر والے کی مقعد باہر نکلی اگر اُس کو اپنے ہاتھ سے اندر کر دیا تو اُس کا وضوء ٹوٹا اور اگر خود بخود داخل ہو گئی تو وضوء نہیں ٹوٹا۵؎ لیکن اگر کچھ نجاست ظاہر ہو گی تو ناقض وضوء ہے کذا فی الطحطاوی وکذا لو خرج بعض الدودۃ فدخلت اور اسی طرح اگر کیڑا تھوڑا سا نکلا پھر گھس گیا تو ناقض نہیں من لذکرہ رأسان فالذی لا یخرج منہ البول المعتاد بمنزلۃ الجرح جس شخص کے ذکر کے دو سر ہوں تو جس سر سے عادت والا پیشاب نہیں نکلتا وہ بمنزلہ زخم کے ہے یعنی اُس سے اگر کوئی چیز نکلے گی تو وضوء ٹوٹے گا جب تک وہ شے سائل نہ ہو گی جیسے زخم سے نکلنا بدون سیلان ناقض نہیں الخنثیٰ غیر المشکل فرجہ الآخر کالجرح جو خنثیٰ کہ مشکل نہیں اُس کی دوسری فرج بمنزلہ زخم کے ہے تو وضوء نہ ٹوٹے گا بدون بہنے کے ایسا ہے فتح القدیر وغیرہ میں اور اکثر فقہا کہتے ہیں کہ وضوء ٹوٹے گا دونوں فرج کے پیشاب نکلنے سے سائل ہو یا نہ ہو اُس کا حال ظاہر ہو گیا ہو یا نہ ہو نہر الفائق میں زیلعی سے نقل کیا کہ اول قول پر اعتماد کرنا لائق ہے کذا فی الطحطاوی والمشکل ینقض وضوءہ بکل اور خنثیٰ مشکل کا وضوء ٹوٹتا ہے ہر فرج کے نکلنے سے بدون سیلان کے بنظر احتیاط کے کذا فی التوضیح؎ خنثیٰ مشکل اُسکو کہتے ہیں کہ مرد اور عورت ہونا کسی علامت سے ثابت نہ ہو نہ قبل از بلوغ نہ بعد از بلوغ منکر الوضوء ہل یکفر ان انکر الوضوء للصلوٰۃ نعم ولغیرہا لا سوال وضو کا منکر کافر ہے یا نہیں جواب اگر اُس نے وضو کا انکار کیا نماز کے واسطے تو ہاں وہ کافر ہوا اور غیر نماز کے واسطے منکر وضو ہونے سے کافر نہیں ہوگا؎ نماز کے وضو کا منکر اس واسطے کافر ہوا کہ اُس نے قرآن کی تکذیب کی قال اللہ تعالیٰ (یٰایہا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ الخ) اور غیر نماز اگرچہ مس مصحف کے وضو کا انکار کرے کافر نہ ہوگا اس واسطے کہ اُس کی آیت میں اختلاف ہے چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی تو قطعی کا منکر نہ ٹھہرا شک فی بعض وضوءہ اعاد ما شک فیہ لو فی خلالہ ولم یکن الشک عادۃ لہ والا لا شک پڑا وضوء کے بعض افعال میں یعنی کسی عضو کے غسل میں یا مسح میں تو جس فعل میں شک پڑا کہ کیا یا نہیں کیا اُس کو پھر کرے اگر اثناء وضو کرنے میں شک ہوا ہو اور شک کا ہونا اُس کی عادت نہ ہو ورنہ اعادہ نہیں یعنی اگر اثناء وضوء میں شک نہیں پڑا بلکہ بعد وضوء کر چکنے کے شک پڑا خواہ اُس کو شک کی عادت ہو یا نہ ہو یا اُس کو شک کی عادت خواہ اثناء وضوء میں ہو یا بعد وضوء ان صورتوں میں اعادہ نہ کرے اور شک کی طرف التفات نہ کرے اور آپ کو باوضوء سمجھے کذا فی الطحطاوی ملخصًا ولو علم انہ لم یغسل عضوًا وشک فی تعیینہ غسل رجلہ الیسریٰ لانہ آخر العمل اور اگر اُس کو بالیقین معلوم ہو کہ اُس نے ایک عضو کو نہیں دھویا اور شک پڑا اُس کو عضو کے معین کرنے میں کہ ہاتھ ہے یا پاؤں تو بائیں پاؤں کو دھولے اس واسطے کہ وہ پچھلا عمل ہے وضو میں تو نسیان کی طرف وہی اقرب ہے باقی رہی یہ بات کہ اگر پچھلے پاؤں کے دھونے کا یقین ہو صورت مذکورہ میں تو ظاہرًا اُس کے ماقبل عضو کا اعتبار ہوگا وہکذا کما فی الطحطاوی ولو ایقن بالطہارۃ وشک بالحدث او بالعکس اخذ بالیقین اور اگر طہارت کر چکنے کا یقین ہو اور وضوء کے ٹوٹنے میں شک پڑے یا اُس کے بالعکس یعنی وضو ٹوٹنے کا یقین ہے اور طہارت کرنے میں شک پڑے تو یقین کو لے اور شک کو چھوڑے یعنی پہلی صورت میں طہارت کو اعتبار کرے اور دوسری صورت میں زوال طہارت کو معتبر جانے اس واسطے کہ یقین شک سے نہیں ٹل سکتا کیونکہ یقین قوی چیز ہے اور شک ضعیف قوی ضعیف سے کیونکر ٹل سکے ولو تیقنہما وشک فی السابق فہو متطہر اور اگر طہارت اور حدث دونوں کا یقین ہو اور سابق میں شک پڑے یعنی یہ یاد نہیں رہا کہ اول طہارت تھی یا حدث تو وہ شخص شرعًا باطہارت ہے اس واسطے کہ غالبًا طہارت بعد حدث کے ہوتی ہے کذا فی الطحطاوی ومثلہ المتیمم اور متوضی کے حکم میں تیمم کرنے والا ہے یعنی اگر تیمم کا یقین حاصل ہے اور رہے وضوء ہونے میں شک واقع ہوا ہے یا حدث کا یقین ہے اور تیمم میں شک ہے یقین پر عمل کرے اور جو دونوں کا یقین ہے اور تقدم اور تاخر میں شک ہے تو شخص باتیمم ہے ولو شک فی نجاسۃ ماء او ثوب

۵؎ وجہ فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں ہاتھ یا کپڑے کو کچھ نہ کچھ نجاست لگ جائے گی تو خروج نجاست ثابت ہوگا جو ناقض ہے اور خود داخل ہونے میں یہ بات مفقود ہے۔ ۱۲

26. Hanafi wuzu test

Fiqh-e-Hanafi mein aise aise shahkaar maujood hain ke insaan ki aqal dang reh jati hai. Kisi khafi muqallid / muqallidah ne wuzu kiya phir us ko shak ho gaya ke us ka wuzu toot gaya hai. Ab kaise confirm hoga ke wuzu hai ya nahin?

Janab pareshan kyun hote hain? Yeh to mas'ala hi koi nahin. Hamari fiqh mein wuzu check karne ka ek aasan sa test hai. Jis waqt jis jagah aap ko shak ho jaye ke wuzu toot gaya, bas apni dubur mein ungli dakhil karein aur bahar nikal kar dekhein. Agar khushk hai to aap ka wuzu bilkul theek thaak, hashash bashash hai. Agar khuda na khwasta tar nikal aaye to phir aap ka wuzu toot gaya hai.
Haan ek baat ka khayal rakhein, ungli poori andar ghaib nahin honi chahiye warna test dohrana padega.

Al-Durr al-Mukhtar Kitab al-Taharah, jild 1, safha 83

لابوجع جیسے وضو نہیں ٹوٹتا اگر متوضی کے کان سے اور مانند اُس کے چنانچہ اُس کی آنکھ یا پستان سے بدون درد کے پیپ نکلا اور اُس کے مانند چنانچہ زرد آب اور ناف کا پانی وغیرہ یعنی ناف کا پیپ اور زرد آب نکلا ناقض نہ ہوگا بدون درد کے وان خرج بہ ای بوجع نقض لانہ دلیل الجرح اور اگر پیپ وغیرہ درد کے ساتھ نکلا تو وضو کا ناقض ہوگا اس واسطے کہ درد کے ساتھ نکلنا وجود زخم کی دلیل ہے ھ بحر الرائق میں کہا کہ پانی میں یہ تفصیل البتہ خوب ہے اور پیپ اور زرد آب تو بدون زخم کے نہیں ہوتا نہر الفائق میں اس کا جواب دیا کہ ممکن ہے کہ زخم چنگا ہو کر پیپ نکلا ہو اور درد کا نہ ہونا ہی صحت کی علامت ہے فتاوی عالمگیری میں ماتن کی تفصیل کے موافق محیط سے شمس الائمہ حلوانی کا فتوی نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس طرح ذخیرہ اور زیلعی اور سراج وہاج میں مذکور ہے تو صاحب بحر کا شبہ لائق التفات کے نہیں رہا فدمع من بعینہ رمدا او عمش ناقض فان استمر صار ذا عذر مجتبی والناس عنہ غافلون جب معلوم ہوا کہ جو درد کے ساتھ خارج ہو وہ ناقض ہے تو آنسو اُس شخص کا جس کی آنکھ اٹھنے آئی اور دکھتی ہے یا ایسی چوندھی اور چیپڑی کہ اکثر پانی بہا کرتا ہے ناقض وضو ہے اور اگر آنسو بہنا دائمی ہو گیا تو یہ شخص معذور ہو گیا اور معذور کا حکم باب الحیض میں معلوم ہوگا ایسا مذکور ہے مجتبی میں اور لوگ اس مسئلے کے حکم سے غافل یعنی اس آنسو کو ناقض وضو نہیں جانتے ہیں ھ فقہا نے کہا ہے جس کی آنکھ سے ریمد یا عمش سے آنسو جاری ہو اُس کو ہر وقت نماز کے وضو کرنے کا امر کیا جاوے صاحب بحر نے کہا یہ تعلیل اس کی مقتضی ہے کہ یہ استحباب کا امر ہے صاحب نہر نے کہا بلکہ وجوب کا امر ہے بقرینہ مرض اسی طرح فتح القدیر میں ہے اور مجتبی میں اس کی وجہ یوں بیان کی ہے کہ شاید پلکوں کے زخم سے آنسو آتا ہو کذا فی الطحطاوی کما ینقض لو حشا احلیلہ بقطنۃ وابتل الطرف الظاہر ہذا لو القطنۃ عالیۃ او محاذیۃ لرأس الاحلیل وان متسفلۃ عنہ لا ینقض جیسے ناقض وضو ہے اگر مرد نے پیشاب کے سوراخ میں روئی بھر دی ہو اور روئی کی ظاہر طرف تر ہو گئی یہ نقض وضو کا حکم اُس صورت میں ہے کہ اگر روئی سوراخ کے سرے سے اونچی ہو یا برابر ہو اور اگر سوراخ کے سرے سے نیچی ہے اور طرف ظاہر تر ہو جائے تو تر ہونا ناقض نہ ہوگا اس واسطے کہ خروج متحقق نہ ہوا وکذا الحکم فی الدبر والفرج الداخل اور اسی طرح کا حکم ہے مقعد اور فرج داخل کی روئی کا یعنی اگر وہاں کی روئی وغیرہ اونچی یا برابر ہے تو طرف ظاہر کے تر ہونے سے وضو ٹوٹے گا ورنہ وضو قائم ہے ھ منیۃ المصلی میں ہے کہ اگر سوئی یا کپڑا فرج خارج میں ہے اور تر ہو گیا تو وضو ٹوٹا نافذ ہو یا نہ ہو کذا فی الطحطاوی وان ابتل الطرف الداخل لا ینقض اور اگر روئی وغیرہ کی اندر کی طرف تر ہو گئی تو ناقض وضو نہیں ولو سقطت فان رطبۃ انتقض والا لا اگر روئی وغیرہ ساقط ہوئی یعنی گر پڑی تو اگر تر ہے تو وضو ٹوٹا اور اگر تر نہیں تو نہیں ٹوٹا وکذا لو ادخل اصبعہ فی دبرہ ولم یغیبہا اور اسی طرح کا حکم ہے اگر انگلی مقعد میں داخل کی اور ساری انگلی غائب نہیں کی یعنی اگر تر نکلی تو وضو ٹوٹا اور اگر خشک نکلی تو نہیں ٹوٹا فان غیبہا او ادخلہ عند الاستنجاء بطل وضوءہ وصومہ پھر اگر انگلی تمام غائب کر دی یا پانی سے استنجا کرتے داخل کی تو وضو اور روزہ اُس کا باطل ہو گیا ھ شارح کے کلام میں لف ونشر مرتب ہے تو لبطلان وضوء کا انگلی غائب کرنے سے متعلق ہے اور لبطلان صوم ادخال حالت استنجا سے متعلق ہے اس واسطے کہ جب انگلی غائب ہوئی تو ملوث نجاست سے نکلے گی تو وضو باطل ہوگا اور جب کہ استنجا کرتے میں انگلی داخل کی تو پانی کا داخل ہونا پیٹ میں لازم آیا صوم باطل ہو گیا کذا فی الطحطاوی بعضوں نے لف ونشر کا دھیان نہیں کیا تو شارح پر اعتراض کیا کہ انگلی کے داخل کرنے سے اگر تر نہ ہو تو صوم باطل نہیں ہوتا شارح نے یہ کیا کہا حالانکہ شارح کا مطلب یہ ہے کہ انگلی غائب کرنے سے وضو باطل ہوتا ہے نہ صوم اور ادخال حالت استنجا سے صوم باطل ہوتا ہے **فروع** مسائل ملحقہ شارح کے ھ فروع جمع ہے فرع کی اور فرع کہتے ہیں ہر شے کے اعلی کو اور قوم کے شریف کو تو فروع سے مسائل عالیہ اور شریفہ مراد ہیں بطریق استعارہ کے شارحین کی غالب عادت یہ ہے کہ بلفظ فروع اُن مسائل کو جو متن سے فوت ہوئے یا مستغرب ہیں ذکر کرتے ہیں مناسب ہر مقام کے کذا فی الطحطاوی شارح رحمۃ اللہ علیہ آخر بحث میں فروع ضروریہ اور عجیبہ اکثر بیان کرتا ہے اور کہا ہے تضاعیف کلام میں مناسب مقام یستحب للرجل ان یحتشی ان رابہ الشیطان ویجب ان کان لا ینقطع الا بہ قدر ما یصلی مرد کو مستحب ہے احلیل میں روئی وغیرہ رکھنا اگر شیطان اس کو شک میں ڈالتا ہو قطرہ آنے کے وسوسے اور واجب ہے بقدر نماز پڑھنے کے اگر عذر منقطع نہ ہوتا ہو بدون روئی رکھنے کے تاکہ نماز حتی المقدور طہارت سے حاصل ہو ھ طحطاوی نے کہا جب محدث نے وضو کیا اور جنبی نے نہایا پیشاب کے بعد پھر اُس نے اپنے ذکر پر نمی اور تراوت دیکھی اور اس

27. FQIAH E HANFI VS QURAAN HADIS

Kya Fiqah-e-Hanafi Qur’an o Hadith ka nichor hai?

Qur’an:
“Zinakaar aurat aur mard mein se har ek ko sau kode lagao. Un par Allah ki shari‘at ki hadd jari karte hue tumhein hargiz taras na khana chahiye agar tum Allah aur Qiyamat ke din par iman rakhte ho. Aur un ki saza ke waqt Musalmanon ki ek jama‘at maujood honi chahiye.”
Surah al-Nur 24:2

Hadith:
Yahya bin Yahya Tamimi ne kaha: Hushaim ne hamein Mansur se khabar di, unhon ne Hasan se, unhon ne Hittan bin Abdullah al-Raqashi se, aur unhon ne Hazrat Ubadah bin Samit r.a. se riwayat

ki. Unhon ne kaha: Rasulullah ﷺ ne farmaya:

“Mujh se seekh lo, mujh se seekh lo, mujh se seekh lo. Allah ne un ke liye raah nikal di hai. Kunwara kunwari se (zina kare) to har ek ke liye sau kode aur ek saal ki jila-watani hai. Aur shadi shuda shadi shuda se zina kare to har ek ke liye sau kode aur rajm hai.”

#4414, Kitab al-Hudud

Fiqah-e-Hanafi:
Agar koi aurat kisi pagal ya bachche ke sath zina kare to na us pagal par, na us bachche par, aur na us aurat par hadd hogi.

Al Hidaya2/348

الهداية

شرح

بداية المبتدي

تأليف
شيخ الإسلام برهان الدين
أبي الحسن علي بن أبي بكر بن عبد الجليل
الرشداني المرغيناني
المتوفى سنة ٥٩٣ هـ

اعتنى بتصحيحه
الشيخ طلال يوسف

١ - ٢

دار إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

ولأبي حنيفة رَحِمَهُ ٱللَّهُ فيه أن فعل الحربي المستأمن زنا لأنه مخاطب بالحرمات على ما هو الصحيح وإن لم يكن مخاطباً بالشرائع على أصلنا، والتمكين من فعل هو زنا موجب للحدّ عليها، بخلاف الصبيّ والمجنون لأنهما لا يخاطبان، ونظير هذا الاختلاف إذا زنى المكره بالمطاوعة تحدّ المطاوعة عنده، وعند محمد رَحِمَهُ ٱللَّهُ لا تحدّ.

قال: **(وإذا زنى الصبي أو المجنون بامرأة طاوعته فلا حدّ عليه ولا عليها)** وقال زفر والشافعي رحمهما اللّه: يجب الحدّ عليها، وهو رواية عن أبي يوسف رَحِمَهُ ٱللَّهُ **(قال زنى صحيح بمجنونة، أو صغيرة يجامع مثلها حدّ الرجل خاصة)** وهذا بالإجماع. لهما أن العذر من جانبها لا يوجب سقوط الحدّ من جانبه فكذا العذر من جانبه، وهذا لأن كلاً منهما مؤاخذ بفعله. ولنا أن فعل الزنا يتحقق منه وإنما هي محل الفعل، ولهذا يسمى هو واطئاً وزانياً، والمرأة موطوءة ومزنياً بها إلا أنها سمّيت زانية مجازاً تسمية للمفعول باسم الفاعل كالراضية في معنى المرضية أو لكونها مسببة بالتمكين فتعلق الحدّ في حقها بالتمكين من قبيح الزنا، وهو فعل من هو مخاطب بالكفّ عنه ومؤثم على مباشرته، وفعل الصبي ليس بهذه الصفة فلا يناط به الحدّ.

قال: **(ومن أكرهه السلطان حتى زنى فلا حدّ عليه)** وكان أبو حنيفة رَحِمَهُ ٱللَّهُ يقول أوّلاً: يحدّ وهو قول زفر رَحِمَهُ ٱللَّهُ لأن الزنا من الرجل لا يكون إلا بعد انتشار الآلة وذلك دليل الطواعية، ثم رجع عنه فقال: لا حدّ عليه لأن سببه الملجىء قائم ظاهراً، والانتشار دليل متردد لأنه قد يكون من غير قصد لأن الانتشار قد يكون طبعاً لا طوعاً كما في النائم فأورث شبهة، وإن أكرهه غير السلطان حدّ عند أبي حنيفة رَحِمَهُ ٱللَّهُ. وقالا: لا يحدّ لأن الإكراه عندهما قد يتحقق من غير السلطان، لأن المؤثر خوف الهلاك وأنه يتحقق من غيره وله أن الإكراه من غيره لا يدوم إلا نادراً لتمكنه من الاستعانة بالسلطان أو بجماعة المسليمن ويمكنه دفعه بنفسه بالسلاح، والنادر لا حكم له فلا يسقط به الحدّ، بخلاف السلطان لأنه لا يمكنه الاستعانة بغيره ولا الخروج بالسلاح عليه فافترقا.

(ومن أقرّ أربع مرات في مجالس مختلفة أنه زنى بفلانة وقالت هي تزوجني أو أقرّت بالزنا وقال الرجل: تزوجتها فلا حدّ عليه وعليه المهر في ذلك) لأن دعوى النكاح يحتمل الصدق وهو يقوم بالطرفين فأورث شبهة، وإذا سقط الحدّ وجب المهر تعظيماً لخطر البضع.

(ومن زنى بجارية فقتلها فإنه يحدّ وعليه القيمة) معناه قتلها بفعل الزنا لأنه جنى

28. Hanfiyo se khaane ka saaman na le!

Aur jab halal cheez haraam ke saath mil jaaye, jaise sharaab ya chooha ghee ya aate mein gir jaaye, to agar (bechne wala) us ki haqeeqat bayaan kar de to use bechne mein koi harj nahin, bashart ke haraam ghaalib na ho ya dono barabar hon. Isi tarah "Muheet al-Sarakhsi" mein mazkoor hai.
Aur use khaane ke ilaawa kisi aur tareeqe se istemaal karne mein bhi koi harj nahin.

Fatawa Alamgiri 3/124

الفتاوى الهندية

المعروفة بالفتاوى العالمكيرية

في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان

تأليف

العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام

وجماعة من علماء الهند الأعلام

ضبطه وصححه

عبد اللطيف حسن عبد الرحمن

الجزء الثالث

يحتوي على الكتب التالية:

البيوع - الصرف - الكفالة - الحوالة - أدب القاضي

الشهادات - الرجوع عن الشهادة - الوكالة

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

وما لا فلا وهذا بناء على أن الجلود كلها تطهر بالذكاة أو بالدباغ إلا جلد الإنسان والخنزير وإذا طهرت بالذكاة جاز الانتفاع بها فتكون محلاً للبيع، وأما شعر الميتة وعظمها وصوفها وقرنها فلا بأس بالانتفاع بها وبيع ذلك كله جاز وأما العصب ففيه روايتان في رواية جاز الانتفاع به وبيعه كذا في المحيط، ولا يجوز بيع شعر الخنزير ويجوز الانتفاع به للخرّازين ولا يجوز بيع شعور الإنسان ولا يجوز الانتفاع بها وهو الصحيح كذا في الجامع الصغير، ولو أخذ شعر النبي ﷺ ممن عنده وأعطاه هدية عظيمة لا على وجه البيع والشراء لا بأس به كذا في السراجية، ولم يجز بيع لبن امرأة ولو في قدح حرة كانت أو أمة ولم يضمن متلفه كذا في الكافي، وعن أبي يوسف رحمه الله تعالى يجوز بيع لبن الأمة هو المختار كذا في مختار الفتاوى، ولا ينعقد بيع الملاقيح والمضامين والملقوح ما في رحم الأنثى وعلى هذا يخرّج بيع عسب الفحل والحمل هكذا في البدائع، ولا يجوز بيع الحر والخمر والخنزير والميتة كذا في التهذيب، ويجوز بيع السرقين والبعر والانتفاع بهما، وأما العذرة فلا يجوز الانتفاع بها ما لم تختلط بالتراب ويكون التراب غالباً وكذا بيع العذرة لا يجوز ما لم تختلط بالتراب ويكون التراب غالباً كذا في المحيط، بيع سرقين الرباطات لا يجوز إلا إذا جمعه رجل فباعه كذا في السراجية، ويجوز بيع خرء الحمام إن كان كثيراً وهبته كذا في القنية، والحلال إذا اختلط بالحرام كالخمر والفارة تقع في السمن والعجين فلا بأس ببيعه إذا بين ما لم يغلب عليه أو استويا كذا في محيط السرخسي، ولا بأس بالانتفاع به من غير الأكل، وفي الخانية وإذا وقعت قطرة من البول أو الدم في خلّ أو زيت لا يجوز بيعه كذا في التتارخانية، وما كان الغالب عليه الحرام لم يجز بيعه ولا هبته وكذلك الزيت إذا وقع فيه ودك الميت فإن كان الزيت غالباً جاز بيعه وإن كان الودك غالباً لم يجز والمراد من الانتفاع حال غلبة الحلال الانتفاع في غير الأبدان، وأما في الأبدان فلا يجوز الانتفاع به كذا في المحيط، ويجوز بيع البربط والطبل والمزمار والدف والنرد وأشباه ذلك في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى وعندهما لايجوز بيع هذه الأشياء قبل الكسر ذكر المسألة في إجارات الأصل من غير تفصيل وذكر في السير الكبير تفصيلاً على قولهما فقال: إن باعها ممن لم يستعملها ولا يبيع هذا المشتري ممن يستعملها فلا بأس ببيعها قبل الكسر، فإن باعها ممن يستعملها أو يبيعها هذا المشتري ممن يستعملها لا يجوز بيعها قبل الكسر قال شيخ الإسلام رحمه الله تعالى: ما ذكر من الإطلاق في الأصل محمول على التفصيل المذكور في السير كذا في الذخيرة، وإن أتلفها إنسان فإن كان الإتلاف بأمر القاضي لا يضمن وإن لم يكن بأمر القاضي فكذلك في قول أبي يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى كذا في فتاوى قاضيخان، والفتوى على قولهما كذا في التهذيب، ولو باع عبداً بما يرعى إبله في أرض المشتري أو بما يشرب من ماء بئره جاز، وكذا لو باع عبداً بجارية من جواري البائع أو من جواري المشتري ولم يعينها ينعقد كذا في محيط السرخسي، قال أبو حنيفة رحمه الله تعالى: يجوز بيع الأشربة المحرمة كلها إلا الخمر وعلى مستهلكها الضمان، وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى: لا يجوز بيعها ولا يجب الضمان على مستهلكها كذا في المحيط، وفي الفتاوى العتابية ولا بأس ببيع العصير ممن يتخذها خمراً ولا ببيع الأرض ممن يتخذها كنيسة كذا في التتارخانية، ولا يجوز بيع المكاتب والمدبر وأمّ

29. Fiqah-e-Hanafi mein Qur’an ki kisi surah ka inkar karne wala kafir nahin.

“Agar koi shakhs Mu‘awwizatayn (Surah Falak, Surah naas) ke Qur’an mein se hone ka inkar kare to woh kafir nahin hota.”

Fatawa Alamgiri 2/288

الفتاوى الهندية

المعروفة بالفتاوى العالمكيرية

في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان

تأليف

العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام

وجماعة من علماء الهند الأعلام

ضبطه وصححه

عبد اللطيف حسن عبد الرحمن

الجزء الثاني

يحتوي على الكتب التالية:

العتاق - الأيمان - الحدود - السرقة - السير - اللقيط
اللقطة - الإباق - المفقود - الشركة - الوقف

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

ملك بخلاف ما إذا قال: أنا نبي كذا في التتارخانية، رجل تزوج امرأة ولم يحضر الشهود قال: خدا يرا ورسول راكواه كردم أو قال: خداي راو فرشتكان را كواه كردم(١) كفر، ولو قال: فرشته دست راست راكواه كردم وفرشته دست چب راكواه كردم(٢) لا يكفر كذا في الفصول العمادية.

ومنها ما يتعلق بالقرآن: من قال بخلق القرآن فهو كافر كذا في الفصول العمادية، إذا أنكر الرجل آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن، وفي الخزانة أو عاب كفر كذا في التتارخانية، إذا أنكر الرجل كون المعوّذتين من القرآن لا يكفر، وقال بعض المتأخرين: يكفر لانعقاد الإجماع بعد الصدر الأول على أنهما من القرآن، والصحيح هو الأول لأن الإجماع المتأخر لا يرفع الاختلاف المتقدم كذا في الظهيرية، إذا قرأ القرآن على ضرب الدف والقصب فقد كفر، رجل يقرأ القرآن فقال رجل: اين چه بانك طوفان است(٣) فهذا كفر كذا في المحيط، ولو قال: قرأت القرآن كثيراً فما رفعت الجناية عنا يكفر كذا في الخلاصة، من قال لغيره: قل هو الله أحد راپو ست باز كردي أو قال: الم نشرح راكر يبان كرفته(٤) أو قال لمن يقرأ يس عند المريض: يس دردهان مرده منه(٥) أو قال لغيره: اي كوتاه ترازانا أعطيناك الكوثر(٦) أو قال لمن يقرأ القرآن ولا يتذكر كلمة والتفت الساق بالساق أو ملأ قدحاً وجاء به وقال: كأساً دهاقاً أو قال: فكانت سراباً بطريق المزاح أو قال عند الكيل والوزن وإذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون بطريق المزاح أو قال لغيره: دستار الم نشرح بسته(٧) يعني أبديت العلم أو جمع أهل موضع وقال فجمعناهم جمعاً أو قال: وحشرناهم فلم نغادر منهم أحداً أو قال لغيره: كيف تقرأ والنازعات نزعاً بنصب العين أو برفعها وأراد به الطنز أو قال لرجل أقرع: أشتمك فإن الله تعالى قال: كلا بل ران أو دعي إلى الصلاة بالجماعة فقال: أنا أصلي وحدي إن الله تعالى قال: ﴿إن الصلاة تنهى﴾ [العنكبوت:٤٥] أو قال لغيره تفشيله يجوز فإن التفشيل يذهب بالريح قال الله تعالى: ﴿ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم﴾ [الأنفال:٤٦] كفر في هذه الصور كلها، وإذا قال لغيره: خانه جنان پاك كرده كه چون ﴿والسماء والطارق﴾ [الطارق:١](٨) قيل: يكفر، وقال الإمام أبو بكر بن إسحاق رحمه الله تعالى: إن كان القائل جاهلاً لا يكفر وإن كان عالماً يكفر وإذا قال قاعاً صفصفاً شده است(٩) فهذه مخاطرة عظيمة، وإذا قال لباقي القدر ﴿والباقيات الصالحات﴾ [الكهف:٤٦] فهذه مخاطرة عظيمة أيضاً، وإذا قال القرآن أعجمي كفر، ولو قال: في القرآن كلمة عجمية ففي كفره نظر هكذا ذكر أبو القاسم المفسر رحمه الله تعالى كذا في الفصول العمادية، في خزانة الفقه لو قيل: لم لا تقرأ القرآن فقال: بيزا رشدم از قرآن(١٠) يكفر، وفي رسالة صدر الصدور ورسالة قاضي القضاة كمال الملة والدين: اكر مردي سورتي از قرآن ياددا ردو آن سورة بسيارمي خواند ديكري كويد كه اين سوره راز بون كرفته كافر كردد(١١) وفي التخيير رجل نظم القرآن بالفارسية يقتل لأنه كافر كذا في التتارخاينة.

---

(١) أشهدت الله والرسول أو قال: جعلت الله والملائكة شهوداً. (٢) جعلت ملك اليد اليمنى شاهداً وجعلت ملك اليد اليسرى شاهداً. (٣) ما هذا الصوت الذي كالطوفان. (٤) قلبت جلد قل هو الله أحد أو قال تعلقت بخناق ألم نشرح. (٥) لا تضع يس في فم الميت. (٦) يا أقصر من إنا أعطيناك. (٧) لففت عمامة ألم نشرح. (٨) نظفت البيت مثل والسماء والطارق (٩) صار قاعاً صفصفاً. (١٠) زعلت من القرآن. (١١) إذا كان رجل يحفظ سورة من القرآن ويقرؤها كثيراً فقال له آخراً ضعفت هذه السورة يصير كافراً..

30. Fiqh-e-Hanafi aur musht-zani

Aur jaise rozedar apni hatheli se mani nikaale to us ka roza fasid na hoga.

Ashraf al-Hidayah 3/207

نیا اضافہ عنوانات و تخریج کمپیوٹر شدہ جدید ایڈیشن

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (القرآن)

اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں راہ راست بتلا دیتے ہیں

اشرف الہدایہ

شرح اردو

ھدایۃ

جلد سوئم

کتاب الزکوۃ تا باب الھدی

تالیف: مولانا جمیل احمد سکروڈھوی

مدرس دار العلوم دیوبند

اضافہ عنوانات:

مولانا محمد عظمت اللہ

رفیق دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

نظر ثانی، اعراب:

مولانا آفتاب عالم

فاضل تخصص جامعہ دار العلوم کراچی

دار الاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

بھی دور کر دیا گیا ہوتا تو قتل خطاء کی صورت میں دیت اور کفارہ کیوں واجب ہوتا ہے۔

احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا

فَاِنْ نَامَ فَاحْتَلَمَ لَمْ يُفْطِرْ لِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَايُفْطِرْنَ الصِّيَامَ اَلْقَيْءُ وَالْحِجَامَةُ وَالْاِحْتِلَامُ وَلِاَنَّهٗ لَمْ يُوْجَدْ صُوْرَةُ الْجِمَاعِ وَلَا مَعْنًى وَهُوَ الْاِنْزَالُ عَنْ شَهْوَةٍ بِالْمُبَاشِرَةِ

ترجمہ...... پھر اگر روزہ دار سو گیا اور اس کو احتلام ہو گیا تو اس کا روزہ افطار نہیں ہوا کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں روزہ کو افطار نہیں کرتیں قے، پچھنا لگوانا اور احتلام، اور اس لئے کہ نہ صورتاً جماع پایا گیا اور نہ معناً جماع اور معنیٰ جماع شہوت کے ساتھ مباشرت کر کے انزال کا ہونا ہے۔

تشریح...... مسئلہ اگر روزہ دار سو گیا اور اس کو اسی حالت میں احتلام ہو گیا تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ حدیث **ثَلَاثٌ لَايُفْطِرْنَ الصِّيَامَ اَلْقَيْءُ وَالْحِجَامَةُ وَالْاِحْتِلَامُ** تین چیزیں مفسد صوم نہیں ہیں ایک بے اختیار قے آنا، دوم پچھنا لگوانا، سوم احتلام ہونا، دوسری دلیل یہ ہے کہ احتلام میں جماع نہ صورۃً پایا گیا اور نہ معنیً۔ صورۃً تو اس لئے کہ جماع کی صورت یہ ہے کہ ایک شرمگاہ دوسرے کی شرمگاہ میں داخل ہو جائے اور احتلام میں یہ بات نہیں ہوتی اور معنیً جماع اس لئے نہیں پایا گیا کہ معنیً جماع یہ ہے کہ عورت و مرد شہوت کی ساتھ باہم چمٹ جائیں اور ادخال نہ پایا جائے لیکن انزال ہو جائے پس احتلام کی صورت میں جب نہ صورۃً جماع پایا گیا اور نہ معنیً جماع پایا گیا تو روزہ فاسد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

عورت کی شرمگاہ دیکھی اور منی نکل گئی روزہ فاسد نہیں ہوا

وَكَذَا اِذَا نَظَرَ اِلَى امْرَاَةٍ فَاَمْنٰى لِمَابَيَّنَّا وَصَارَ كَالْمُتَفَكِّرِ اِذَا اَمْنٰى وَكَالْمُسْتَمْنِىْ بِالْكَفِّ عَلٰى مَاقَالُوْا......الخ

ترجمہ...... اور اسی طرح اگر کسی عورت کو دیکھا اور منی نکل گئی اور اس دلیل کی وجہ سے جو ہم نے بیان کی ہے اور یہ ایسا ہو گیا جیسے متفکر جبکہ اس کی منی نکل آئی اور ہتھیلی سے منی نکالنے والے کے مانند ہو گیا اس قول کی بناء پر جو مشائخ نے کہا ہے۔

تشریح...... اگر کسی روزہ دار نے کسی اچھی سی عورت کو یا اس کی شرمگاہ کو دیکھا اور غریب کی منی نکل گئی تو اس کا روزہ فاسد نہ ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں بھی جماع نہ صورۃً پایا گیا اور نہ معنیً اور یہ ایسا ہو گیا جیسے کوئی روزہ دار کسی حسین اور خوبصورت عورت کا تصور کر کے بیٹھ گیا اور اسی تصور میں منی خارج ہو گئی تو اس کا روزہ فاسد نہ ہوگا اور جیسے روزہ دار اپنی ہتھیلی سے منی نکالے تو اس کا روزہ فاسد نہ ہوگا بعض مشائخ اسی کے قائل ہیں البتہ بعض کا خیال یہ ہے کہ استمناء بالید کی صورت میں قضا واجب ہوگی کیونکہ استمناء بالید کی صورت میں معنیً جماع پایا گیا ہے اب رہی یہ بات کہ غیر صائم کے لئے یہ حرکت جائز ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں قدرے تفصیل ہے چنانچہ استمناء بالید سے اگر قضا شہوت مقصود ہے تو قطعاً جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ** (المعارج: ۲۹، ۳۰، ۳۱) ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے دریافت کیا تو عطاء نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ایک قوم قیامت میں اس حال میں آئے گی کہ ان کے ہاتھ حمل والے ہوں گے پس میرا خیال ہے کہ وہ

31. Hanafiyat ki jugaad – roze se khilwaad

Agar kisi ne gosht ki booti ko dore mein baandh kar nigal liya, phir usi waqt nikaal liya to roza nahin tootega.

Fatawa Alamgiri 2/22

فَقِیہٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

۲

فتاویٰ عالمگیری

جدید اردو

فقہ حنفی کے احکام و مسائل کا وہ عظیم و مستند ذخیرہ جو ہندوستان کے مشہور مسلمان بادشاہ حضرت عالمگیرؒ نے اپنی نگرانی میں ملک کے مستند علماء کی ایک جماعت کے ذریعہ عربی میں مرتب کرایا تھا اس کا مستند مکمل اردو ترجمہ

مترجم
مولانا سید امیر علی رحمہ اللہ تعالیٰ
مصنف تفسیر مواہب الرحمٰن و عین الہدایہ وغیرہ

تسہیل و عنوانات
مولانا ابو عبید اللہ
خطیب جامع مسجد رحمۃ للعالمین
ڈیفنس روڈ لاہور

مکتبہ رحمانیہ
اقراء سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور
MAKTABA-E-REHMANIA

کان میں پانی ٹپکایا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا یہ ہدایہ میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور اگر اپنے پیشاب کے مقام میں کچھ ٹپکایا تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا یہ محیط میں لکھا ہے برابر ہے کہ پانی ٹپکایا ہو یا تیل اور یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ وہ مثانہ تک پہنچ جائے اور اگر مثانہ تک نہ پہنچا ہو اور ذکر کی ڈنڈی میں ہو تو بالاجماع روزہ نہیں ٹوٹے گا یہ تبیین میں لکھا ہے اگر عورتیں اپنے پیشاب کے مقام میں کچھ ٹپکائیں تو بلاخلاف روزہ ٹوٹ جائے گا یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ میں لکھا ہے۔

اگر پیٹ یا سر میں جراحی کے دوران دوا ڈالی اور وہ معدہ یا مغز تک پہنچ گئی؟

اگر پیٹ[1] یا سر میں اندر تک زخم ہو اور اس میں دوا ڈالیں تو اکثر مشائخ کا یہ قول ہے کہ اگر دوا پیٹ یا دماغ کے اندر تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا دوا کے اندر پہنچنے کا اعتبار ہے اس کے تر یا خشک ہونے کا اعتبار نہیں یہاں تک کہ اگر یہ معلوم ہوا کہ خشک دوا اندر پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر یہ معلوم ہوا کہ تر دوا اندر نہیں پہنچی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا یہ عتابیہ میں لکھا ہے اور اگر ان دونوں میں سے کچھ نہ معلوم ہوا اور دوا ترتھی تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اس لئے کہ عادت یہی ہے کہ تر دوا اندر پہنچ جاتی ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا اس لئے کہ اندر پہنچنا معلوم نہیں ہوا اور شک میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر دوا خشک ہو تو بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹے گا یہ فتح القدیر میں لکھا ہے اور اگر کسی کے نیزہ یا تیر لگا اور اس کے پیٹ کے اندر ٹوٹ رہا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر ایک کنارہ اس کا باہر رہا تو روزہ فاسد نہ ہوگا یہ تبیین میں لکھا ہے۔

اگر کسی نے گوشت کی بوٹی کو ڈورے میں باندھ کر نگلا پھر اسی وقت نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور جو چھوڑ دیا تو ٹوٹ جائے گا یہ بدائع میں لکھا ہے اگر کسی لکڑی کو نگل گیا اور سر اس کا ہاتھ میں ہے اور پھر باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر کل لکڑی کو نگل گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر کسی نے اپنے پاخانہ کے مقام میں انگلی داخل کی یا عورت نے اپنی فرج میں انگلی داخل کی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا یہی مختار ہے لیکن اگر وہ پانی یا تیل میں بھیگی ہوئی ہو تو پانی یا تیل کے اندر پہنچنے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا یہ ظہیریہ میں لکھا ہے یہ حکم اس وقت ہے کہ جب روزہ یاد ہو اور یہ تنبیہ بہتر ہے اور ضرور ہے کہ اس کو یاد رکھے اس واسطے کہ ان سب مسئلوں میں روزہ اسی وقت ٹوٹتا ہے کہ جب روزہ یاد ہو ورنہ نہیں ٹوٹتا یہ زاہدی میں لکھا ہے اگر کسی کی کانچ باہر نکل آئے اور وہ روزہ دار ہو تو اس کو چاہئے کہ جب تک اس کو کپڑے سے نہ پوچھ لے تب تک جگہ سے نہ اٹھے تا کہ اس کے اندر پانی داخل ہونے سے روزہ نہ ٹوٹ جائے اور اسی واسطے فقہا نے کہا ہے کہ اگر روزہ دار ہو تو استنجا کرنے میں سانس نہ لے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اگر روزہ دار استنجا دیر تک کرے یہاں تک کہ پانی حقنہ کے مقام تک پہنچ جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا یہ بحر الرائق میں لکھا ہے اگر کسی کی زبردستی کی وجہ سے رمضان کے دن میں مجامعت کی تو قضا لازم آئے گی کفارہ لازم نہ آئے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔

دورانِ روزہ بوس و کنار کا مسئلہ:

اسی پر فتویٰ ہے اور اسی طرح اگر عورت[2] نے زبردستی کی تو بھی یہی حکم ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر فجر کے طلوع ہونے سے

[1] پیٹ میں جوف تک اور سر میں مغز تک ہو۔

[2] اگر عورت نے ...... یہ ترجمہ قولہ و کذا لو کراھۃ المراۃ ...... یہی نسخہ موجودہ میں ہے اور مخفی نہیں کہ عورت سے اکراہ بقول امام بخلاف صاحبین نہیں ہوتا کیونکہ سلطنت وقوت چاہئے پھر میرے نزدیک اصل میں سہو ہے اور کاتب سے غلطی ہوئی عبارت یہ ہے کہ و کذا لو کرھت المراۃ علی بناء المفعول فافہم واضح رہے کہ زبردستی سے یہ مراد ہے کہ بے قابو کر دے جیسے بجز ہوتا ہے پس کسی ایذاء پہنچانے کا خوف دلائے مثلاً مارنا یا قید کرنا یا چھین لینا وغیرہ و یہاں تعین مراد میں تامل ہے اور شاید کہ عورت کی زبردستی صرف فساد صوم میں بطور منہ میں پانی ڈالنے وغیرہ کے ہو ورنہ جماع میں زبردستی ممکن بھی نہیں ہے کذا قال مولانا السید صاحب ترجمۃ المجلدات الباقیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔